بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 18

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ

سالانہ 850 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ یا

80 ڈالر امریکن

یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

22 شوال 1445 ہجری قمری • 2 ہجرت 1403 ہجری شمسی • 2 مئی 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَالَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمُ الَّيۡلَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَالنَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّسۡمَعُوۡنَ

(سورۃ یونس، آیت 68)

ترجمہ : وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں تسکین پاؤ اور دن کو روشن کرنے والا بنایا۔ یقیناً اس میں ایسے لوگوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں جو (بات) سنتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 اپریل 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اِسوقت ہمارے احباب کو ایسا ہی صبر کرنا چاہئے جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپکے اصحاب نے مکہ معظّمہ میں کیا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

شیخ رحمت اللہ صاحب کا خط دربارہ کسی ابتلاء کے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا، جس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

’’میں اس ابتلا میں ان کے لئے بہت دعا کرتا ہوں۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ درحقیقت ابتلا بڑی رحمت کا موجب ہوتے ہیں کہ ایک طرف عبودیت مضطر ہو کر اور چاروں طرف سے کٹ کر اسی اکیلے سبب ساز کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور ادھر سے الوہیت اپنے فضلوں کے لشکر لے کر اس کی تسلی کے لئے قدم بڑھاتی ہے۔ میں ہمیشہ یہ سنت انبیاء علیہم السلام اور سنت اللہ میں دیکھتا ہوں کہ جس قدر اس گرامی جماعت کی رأفت و رحمت ابتلا کے وقت اپنے خدام کی نسبت جوش مارتی ہے، آرام و عافیت کے وقت وہ حالت نہیں ہوتی۔‘‘

حضرت اقدس علیہ السلام نے قبل از نماز ظہر بڑی لطیف تقریر فرمائی اور مولانا عبدالکریم صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

’’جو کچھ ہو رہا ہے ارادہ الٰہی کے موافق ہو رہا ہے۔ ضروری تھا کہ یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے ان آثار کی صداقت پر مہر لگا دیتے جن میں لکھا ہے کہ مہدی موعود کے وقت بڑا شور برپا ہوگا اور اسکو سلف و خلف کے عقائد کے خلاف باتیں بنانے والا کہہ کر کافر ٹھہرایا جائے گا۔ اسوقت ہمارے احباب کو ایسا ہی صبر کرنا چاہئے جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے اصحاب نے مکہ معظّمہ میں کیا کوئی حرکت ان سے ایسی سرزد نہ ہوئی جو انہیں حُکّام تک پہنچاتی۔ اس وقت کسی پر بھروسہ نہ کریں کہ فلاں شخص ہماری مدد کرے گا۔ یاد رکھیں اس وقت خداوند جلّ وعلا کے سوا کوئی ولی و نصیر نہیں۔‘‘

(ملفوظات، جلد دوم صفحہ 4 تا 5، مطبوعہ 2018 قادیان)

یہ کتنا اہم مقام ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو حکم دیتا ہے کہ میرے اس گھر کو صاف کرو، کیونکہ یہاں میرا وہ نبی آنے والا ہے جس کے نور سے ساری دنیا مَنوّر ہوگی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیت نمبر 27 وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ الۡبَيۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِكۡ بِىۡ شَيۡـًٔـا وَّطَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فرماتا ہے کہ یاد رکھو کہ ہم نے اس گھر کی تعمیر ابراہیمؑ کے زمانہ سے شروع کی ہے۔ اور اس تعلیم سے شروع کی ہے کہ اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ شرک نہ کریں اور مسافروں اور اس گھر کے پاس رہنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کیلئے اس گھر کو پاک رکھیں۔

اِن آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جس قربانی کا مطالبہ کیا تھا اور جس کے ماتحت وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ایک بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ کر چلے گئے اس کی اصل غرض یہ تھی کہ وہ بڑے ہو کر بیت اللہ کی حفاظت اور دینِ ابراہیمی کی خدمت کریں۔ اور ان کے ذریعہ وہ اولاد پیدا ہو جس کے ہاتھوں خدا تعالیٰ اپنے دین کا آخری دور قائم کرنا چاہتا تھا۔ پس درحقیقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جس دن بیت اللہ کے پاس چھوڑا گیا اُس دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا اعلان کیا گیا کیونکہ بیت اللہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر کا آخری گھر ہونا تھا اور اُس کی تیاری حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ ہی سے شروع کر دی گئی۔ دُنیا میں جب بھی کوئی بڑا کام ہونے لگتا ہے تو پہلے سے اس کی تیاری شروع کر دی جاتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چونکہ مکّہ میں ظہور مقدّر تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق دو ہزار سال پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذریعہ سے تیاری شروع کر دی۔ یہ کتنا اہم مقام ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو حکم دیتا ہے کہ میرے اس گھر کو صاف کرو، کیونکہ یہاں میرا وہ نبی آنے والا ہے جس کے نور سے ساری دنیا مَنوّر ہوگی چنانچہ فرمایا طَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ تم میرے اس گھر کو اُن لوگوں کیلئے تیار کرو جو طواف کرنے کیلئے یہاں آئیں گے۔ جو قیام کرنے کیلئے یہاں آئیں گے اور جو یہاں آ کر رکوع اور سجدہ کریں گے۔ مگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ میں اور اس کے بعد کتنے لوگ تھے جو اس نیّت کے ساتھ وہاں آیا کرتے تھے۔ طواف تو لوگ کرتے ہی تھے مگر کتنے لوگ تھے جو وہاں جا کر اپنی عمریں خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کیلئے وقف کر دیتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے سینکڑوں سال کی تاریخ محفوظ ہے، مگر وہ تاریخ ہی بتاتی ہے کہ اس وقت وہاں بُت پرستی ہی بُت پرستی تھی۔ نہ خدا کیلئے کوئی اعتکاف بیٹھنے والا تھا۔ نہ خدا کیلئے کوئی قیام کرنے والا تھا۔ نہ خدا کیلئے وہاں رکوع ہوتا تھا اور نہ خدا کیلئے وہاں سجدہ ہوتا تھا بلکہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرتے انہیں مارا اور پیٹا جاتا تھا۔ پس یہ باتیں جو بیان کی گئی ہیں کہ میرے اس گھر کو تیار کرو تا کہ طواف کرنے والے قیام کرنے والے اور کامل رکوع اور کامل سجدہ کرنے والے یہاں آئیں، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی ہونے والی تھیں۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اسی تیاری کیلئے مقرر کیا گیا تھا۔ باقی رہا یہ سوال کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پھر کیا کام کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے ظاہری رنگ میں کعبہ کی تعمیر کی۔ اسی طرح اُنہی کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے زمزم نکلوایا۔ بعد میں جو خرابیاں نظر آتی ہیں اُنکی وجہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اصل غور کرنے والی بات یہ ہے کہ گو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

داہنی طرف والا مقدم ہوتا ہے

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے گھر میں آئے اور آپؐ نے پانی مانگا۔ ہم نے آپؐ کیلئے اپنی ایک بکری دوہی پھر مَیں نے اس (دودھ) میں اپنے کنوئیں کا پانی ملایا اور آپؐ کو دیا اور حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے بائیں طرف تھے اور حضرت عمرؓ آپؐ کے سامنے اور ایک بدوی آپؐ کے داہنی طرف۔ جب آپؐ پی چکے تو حضرت عمرؓ نے کہا: یہ ابوبکرؓ ہیں۔ آپؐ نے اپنا بچا ہوا بدوی کو دیا اور اسکے بعد فرمایا: جو داہنی طرف ہے وہی مقدم ہوگا۔ تم لوگ داہنی طرف سے ہی شروع کیا کرو حضرت انسؓ کہتے تھے: آپؐ کی سنت یہی ہے

(بخاری جلد 4 کتاب الھبۃ باب من استسقیٰ)

ضبّ کی حلّت مگر آنحضرتؐ کا کھانے سے احتراز

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ کی خالہ حضرت امّ حُفَیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پنیر اور گھی اور گوہ (چھپکلی کے مشابہ مگر بڑا ایک جانور) بطور ہدیہ بھیجی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پنیر اور گھی سے کچھ تناول فرمایا اور گوہ بوجہ کراہت چھوڑ دی۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے مگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دسترخوان پر کھائی گئی اور اگر حرام ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

(بخاری جلد 4 کتاب الھبۃ باب قبول الھدیّۃ)

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 12 اپریل 2024 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

حضور انور سے پوچھے جانیوالے اہم سوالات کے جوابات

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

مجلس اطفال الاحمدیہ ڈلاس امریکہ کی حضور انور سے ملاقات

جنازہ حاضر و غائب، وصایا، پیغام حضور انور ایدہ اللہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کو زندگی گزارنے کے لیے کچھ قوانین اور اصول وضوابط کا پابند بنایا ہے
اگر انسان ان قوانین کو توڑے گا تو وہ یقیناً خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوگا☆

مذہبی تعلیمات کے مطابق ہم جنس پرستی چونکہ قانون قدرت کی خلاف ورزی ہے، اس لیے پھر اس کے نتیجہ میں برائیاں اور بیماریاں پھیلتی ہیں
اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ ہم جنس پرست لوگ ایڈز وغیرہ کی بیماری کا زیادہ شکار ہوتے ہیں☆

ہم دیکھتے ہیں کہ جانور بھی اپنی بقائے نسل کیلئے اپنے جوڑے کے ساتھ ہی جنسی تعلقات استوار کرتے ہیں، اس کے مقابل پر انسان جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کہہ کر ساری دنیا کی مخلوق پر ایک فضیلت عطا فرمائی ہے اگر وہ کسی ایسے طریق پر اپنے جنسی جذبات کا اظہار کرے جس کا کوئی مقصد نہ ہو اور جو فعل اس کی بقائے نسل کا بھی موجب نہ ہو تو پھر وہ اشرف المخلوقات تو کیا ایک عام انسان بلکہ جانوروں سے بھی نچلے درجہ پر چلا جاتا ہے☆

اصل میں تو یہ سب دجالی چالیں ہیں جن کے ذریعہ دجال انسان کو اس کی پیدائش کے اصل مقصد سے دور ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے
اور وہ ان شیطانی کاموں سے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت انسان کو خدا اور مذہب سے دور کرنے کی کوشش کر رہا ہے

ہم جنس پرستی نہ کوئی جسمانی بیماری ہے اور نہ ہی یہ پیدائشی طور پر کسی انسان میں ودیعت کی گئی ہے
اس برائی کے شکار لوگوں میں سے اکثر کو بچپن میں غلط قسم کی فلمیں وغیرہ دیکھ کر یہ گندی عادت پڑ جاتی ہے اور کچھ معاشرہ بھی انہیں خراب کر رہا ہوتا ہے☆

دنیا میں تو چوری چکاری کرنے والے اور لوٹ گھسوٹ کرنے والے لوگ بھی پائے جاتے ہیں
اگر ایسے لوگ یہ کہنا شروع کر دیں کہ ان میں یہ برائیاں قدرت نے پیدائشی طور پر رکھ دی ہیں تو کیا ان کا یہ کہنا درست اور بجا ہوگا؟
ہرگز ان کا یہ جواب درست اور قابل قبول نہیں ہوگا، پس یہی حال ہم جنس پرستی میں مبتلا لوگوں کا بھی ہے☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ایمان لانے کیلئے اس قدر جانکاہی اور سوز و گداز سے دعا کرتے تھے کہ
اندیشہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غم سے خود ہلاک نہ ہو جاویں☆

استغفار کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ وہ ہر کمزوری اور برائی اور گناہ کی حالت کو اپنے فضل سے ڈھانپ لے، استغفار انسان اپنے لیے بھی کرتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی کرتا ہے، خدا تعالیٰ کے نبیوں اور مرسلین کو بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے، اور ان لوگوں کو بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے جن سے گناہ اور غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں، اسی طرح استغفار کا دائرہ اس دنیا پر بھی محیط ہے اور اخروی زندگی میں بھی اس کے ثمرات ظاہر ہوتے ہیں☆

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:66)

سوال: کیرالہ انڈیا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ بہت سے لوگ LGBT کے متعلق اسلامی عقیدہ پوچھتے ہیں۔ اس تحریک میں شامل ہونے والوں کا بھی بعض دفعہ سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تفصیلی جواب درکار ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۳۱/اگست ۲۰۲۲ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کو کسی مقصد کے لیے پیدا کیا ہے۔ اسی لیے فرمایا رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ (آل عمران:۱۹۲) یعنی اے ہمارے رب! تو نے کسی چیز کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔

پس شادی کے بعد مرد اور عورت کے باہمی تعلقات کا بھی ایک مقصد ہے، جو عفت و پاکدامنی، حفظان صحت، بقائے نسل انسانی اور حصول مودت وسکینت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جسمانی اعضاء بھی ایک خاص مقصد کے لیے عطا فرمائے ہیں۔ کھانا کھانے کے لیے منہ بنایا ہے اب اگر کوئی اس منہ کے ذریعہ گند بلا اور ریت مٹی کھانے لگ جائے تو اسے عقلمند تو نہیں کہا جا سکتا۔

ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ ہوائی جہاز وغیرہ اڑانے کیلئے ایوی ایشن کے اصول وضوابط بنے ہوئے ہیں اور گاڑی چلانے کیلئے ٹریفک کے قوانین موجود ہیں۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص سوچے سمجھے بغیر اور کسی قانون کی پابندی کیے بغیر جہاز اڑانے کی کوشش کرے یا اسے سڑکوں پر دوڑانا شروع کر دے۔ اسی طرح کوئی ٹریفک کے قوانین کی پابندی کیے بغیر گاڑی سڑک پر لے آئے۔ پھر دنیا کے سب ممالک نے اپنے اپنے ملکوں میں آنے جانیکے لیے Immigration کے قوانین بنائے ہوئے ہیں۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص ان قوانین کی پابندی کیے بغیر کسی بھی ملک میں داخل ہو جائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کو زندگی گزارنے کیلئے کچھ قوانین اور اصول وضوابط کا پابند بنایا ہے۔ اگر انسان ان قوانین کو توڑے گا تو وہ یقیناً خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوگا۔

مذہبی تعلیمات کے مطابق ہم جنس پرستی چونکہ قانون قدرت کی خلاف ورزی ہے، اس لیے پھر اس کے نتیجہ میں برائیاں اور بیماریاں پھیلتی ہیں اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ ہم جنس پرست لوگ ایڈز وغیرہ کی بیماری کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جانور بھی اپنی بقائے نسل کیلئے اپنے جوڑے کے ساتھ ہی جنسی تعلقات استوار کرتے ہیں۔ اس کے مقابل پر انسان جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کہہ کر ساری دنیا کی مخلوق پر ایک فضیلت عطا فرمائی ہے اگر وہ کسی ایسے طریق پر اپنے جنسی جذبات کا اظہار کرے جس کا کوئی مقصد نہ ہو اور جو فعل اس کی بقائے نسل کا بھی موجب نہ ہو تو پھر وہ اشرف المخلوقات تو کیا ایک عام انسان بلکہ جانوروں سے بھی نچلے درجہ پر چلا جاتا ہے۔

انسان اگر عقل سے کام لے تو اسے سمجھ آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے جنسی اعضاء بھی خاص مقصد کے لیے بنائے ہیں۔ لیکن ہم جنس پرستی کے شکار لوگ صرف شہوت کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں۔ پھر ایک طرف وہ اس برائی میں مبتلا ہیں اور دوسری طرف ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد بھی ہو، جس کے لیے پھر وہ دوسروں کے بچوں کو Adopt کرتے ہیں۔

اصل میں تو یہ سب دجالی چالیں ہیں جن کے ذریعہ دجال انسان کو اس کی پیدائش کے اصل مقصد سے دور ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے اور وہ ان شیطانی کاموں سے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت انسان کو خدا اور مذہب سے دور کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ کسی طریقہ سے انسان کا خدا تعالیٰ پر اعتماد ختم ہو جائے۔

ہم جنس پرستی نہ کوئی جسمانی بیماری ہے اور نہ ہی یہ پیدائشی طور پر کسی انسان میں ودیعت کی گئی ہے۔ اس برائی کے شکار لوگوں میں سے اکثر کو بچپن میں غلط قسم کی فلمیں وغیرہ دیکھ کر یہ گندی عادت پڑ جاتی ہے اور کچھ معاشرہ بھی انہیں خراب کر رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب سکولوں میں ایسے مضامین پڑھائے جاتے ہیں تو اس سے بچوں اور نوجوانوں میں زیادہ Frustration پیدا ہوتی ہے اور بعض بچے اور نوجوان اس برائی میں پڑ جاتے ہیں۔

دنیا میں تو چوری چکاری کرنے والے اور لوٹ گھسوٹ کرنے والے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو بعض اوقات والدین کی غلط تربیت یا معاشرہ کی بُری صحبت کی وجہ سے ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسے لوگ

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے شہدائے اُحد یاد آتے ہیں تو

خدا کی قسم! مجھے یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش میں بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہاڑ کے درے میں ہی رہ گیا ہوتا

یارسول اللہؐ! جب میں نے آپؐ کو سلامت دیکھ لیا ہے تو آپؐ سمجھیں کہ مَیں نے مصیبت کو بھون کر کھالیا

اگر ترقیات دیکھنی ہیں تو ہمیں بھی وہ ایمان پیدا کرنا ہوگا، جذبہ پیدا کرنا ہوگا اور اخلاص و وفا پیدا کرنی ہوگی

یارسول اللہؐ! میری ماں اور باپ آپؐ پر قربان ہوں جب آپؐ سلامت ہیں تو کوئی مرے مجھے کیا پرواہے

مجھے تو صرف آپؐ کی زندگی کی ضرورت تھی۔ اگر آپؐ زندہ ہیں تو مجھے کسی اَور کی وفات کا فکر نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ...... جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا مجھے ایسے شخص کے قتل سے منع کیا گیا ہے

غزوۂ اُحد میں صحابہ اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جاں نثاری اور شہدائے احد کے بلند مقام کا ایمان افروز تذکرہ

فلسطین اور دنیا کے بگڑتے حالات نیز یمن کے اسیران کی رہائی کے لیے دعا کی تحریک

فلسطین اور دنیا کے حالات کے لیے بھی دعائیں جاری رکھیں۔ بد سے بدتر حالات ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

خدشہ ہے کہ ایران پر بھی حملہ ہو اور پھر جنگ وسیع ہو کر مزید پھیلے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے

مکرم مصطفیٰ احمد خان صاحب ابن حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ نیز ڈاکٹر میر داؤد احمد صاحب آف امریکہ کی وفات پر ان کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12؍اپریل 2024ء بمطابق 12؍شہادت 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

رمضان سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا ذکر ہو رہا تھا اور اس حوالے سے جنگِ اُحد کے واقعات مَیں بیان کر رہا تھا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں بھی بیان تھا۔ آج بھی اس حوالے سے بیان کروں گا۔

روایت میں آتا ہے حضرت سعد بن معاذؓ کی والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار تھے اور حضرت سعد بن معاذؓ گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت سعدؓ نے ان کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو خوش آمدید کہو۔ آپؐ نے ان کی وجہ سے اپنا گھوڑا روک لیا یہاں تک کہ وہ قریب آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے حضرت عمرو بن معاذؓ کی شہادت پر تعزیت فرمائی تو انہوں نے کہا جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح سلامت دیکھ لیا تو بس اب میری مصیبت اور غم ختم ہو گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِّ سعد سے فرمایا اے اُمِّ سعد! تمہیں خوشخبری ہو اور سب شہیدوں کے گھر والوں کو بھی خوشخبری دے دو کہ ان سب کے مقتولین جنت میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور سب نے اپنے گھر والوں کے لیے حق تعالیٰ سے شفاعت اور سفارش کی ہے۔ یعنی یہ جو شہداء تھے انہوں نے اپنے گھر والوں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کی ہے۔ حضرت اُمِّ سعدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب راضی برضا اور خوش ہیں اور اس خوشخبری کے بعد بھلا ان پر کون روسکتا ہے۔ کیا مقام ہے ان کے ایمان اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونے کا۔ پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب شہیدوں کے پسماندگان کے لیے دعا کریں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب شہدائے اُحد کے گھر والوں کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ أَذْھِبْ حُزْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاجْبُرْ مُصِیْبَتَھُمْ، وَأَحْسِنِ الْخَلَفَ عَلٰی مَنْ خُلِّفُوْا۔

اے اللہ! ان کے دلوں سے غم والم کو مٹا دے۔ ان کی مصیبتوں کو دُور فرما دے اور شہیدوں کے جو جانشین ہیں انہیں ان کا بہترین جانشین بنا دے۔ (سیرت الحلبیہ جلد 2 صفحہ 345 دار الکتب العلمیة بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل مدینہ کی فدائیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے میدان سے واپس تشریف لائے تو مدینہ کی عورتیں اور بچے شہر سے باہر استقبال کے لئے نکل آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ ایک پرانے اور بہادر انصاری صحابی سعد بن معاذؓ نے پکڑی ہوئی تھی اور وہ فخر سے آگے آگے چلے آ رہے تھے۔ شہر کے پاس انہیں اپنی بڑھیا ماں جس کی نظر کمزور ہو چکی تھی آتی ہوئی ملی۔ اُحد میں اس کا ایک بیٹا بھی مارا گیا تھا۔ اس بڑھیا کی آنکھوں میں موتیا بند اتر رہا تھا اور اس کی نظر کمزور ہو چکی تھی۔ وہ عورتوں کے آگے کھڑی ہو گئی اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور معلوم کرنے لگی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ سعد بن معاذؓ نے سمجھا کہ میری ماں کو اپنے بیٹے کے شہید ہونے کی خبر ملے گی تو اسے صدمہ ہو گا۔ اس لئے انہوں نے چاہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے حوصلہ دلائیں اور تسلی دیں۔ اس لئے جونہی ان کی نظر اپنی والدہ پر پڑی انہوں نے کہا، یا رسول اللہؐ! میری ماں! یا رسول اللہؐ! میری ماں!'' یعنی دو دفعہ بتایا کہ میری ماں آ رہی ہے۔'' آپؐ نے فرمایا۔'' وہاں رک کے،'' بی بی! بڑا افسوس ہے کہ تیرا ایک لڑکا اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے۔ بڑھیا کی نظر کمزور تھی اس لئے وہ آپؐ کے چہرہ کو نہ دیکھ سکی۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتی رہی۔ آخر کار اس کی نظر آپؐ کے چہرہ پر ٹِک گئی۔ وہ آپؐ کے قریب آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہؐ! جب میں نے آپ کو سلامت دیکھ لیا ہے تو آپ سمجھیں کہ مَیں نے مصیبت کو بھون کر کھا لیا۔

اب دیکھو! وہ عورت جس کے بڑھاپے میں عصائے پیری ٹوٹ گیا تھا۔ کس بہادری سے کہتی ہے کہ میرے بیٹے کے غم نے مجھے کیا کھانا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو میں اس غم کو بھون کر کھا جاؤں گی۔ میرے بیٹے کی موت مجھے مارنے کا موجب نہیں ہو گی بلکہ یہ خیال کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپؐ کی حفاظت کے سلسلہ میں میرے بیٹے نے اپنی جان دی ہے میری قوت کو بڑھانے کا موجب ہو گا۔''
(قرونِ اولیٰ کی مسلمان خواتین، انوار العلوم جلد 25 صفحہ 441)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح کا ایک اَور واقعہ بیان کرتے ہوئے احمدی عورتوں سے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر دین کا وہی جذبہ موجزن ہے؟ پھر یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد احمدی خواتین کو مخاطب کر کے فریضۂ تبلیغ پر توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ یہی وہ عورتیں تھیں جو اسلام کی اشاعت اور تبلیغ میں مردوں کے دوش بہ دوش چلتی تھیں اور یہی وہ عورتیں تھیں جن کی قربانیوں پر اسلامی دنیا فخر کرتی ہے۔ تمہارا بھی دعویٰ ہے یعنی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والی عورتیں ہیں یہ تمہارا بھی دعویٰ ہے کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائی ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہیں گویا دوسرے لفظوں میں تم صحابیات کی بروز ہو لیکن تم صحیح طور پر بتاؤ کہ کیا تمہارے اندر دین کا وہی جذبہ موجزن ہے جو صحابیات میں تھا؟ کیا تمہارے اندر وہی نور موجود ہے جو صحابیات میں تھا۔ کیا تمہاری اولادیں ویسی ہی نیک ہیں جیسی صحابیات کی تھیں؟ اگر تم غور کرو گی تو تم اپنے آپ کو صحابیات سے بہت پیچھے پاؤ گی۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ ان کی قربانیاں جو انہوں نے اپنی جان پر کھیل کر کیں اللہ تعالیٰ کو ایسی پیاری لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت جلد ان کو کامیابی عطا کی اور دوسری قومیں جس کام کو صدیوں میں نہ کر سکیں ان کو صحابہ اور صحابیات نے چند سالوں کے اندر کر کے دکھایا۔ (ماخوذ از فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 400-401)

پس اگر ترقیات دیکھنی ہیں تو ہمیں بھی وہ ایمان پیدا کرنا ہوگا، جذبہ پیدا کرنا ہوگا اور اخلاص و وفا پیدا کرنی ہوگی۔ بعض واقعات کا گو پہلے مختصر ذکر ہو چکا ہے جیسے یہ جو واقعہ میں نے بیان کیا اس کا بھی مختلف حوالوں سے ذکر ہوا ہے لیکن یہ ایسے واقعات ہیں جو بار بار اور مختلف انداز میں سن کر ایک عجیب ایمان کی کیفیت اور جوش پیدا کرتے ہیں۔ خاص طور پر جب حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں تو صرف واقعہ کے طور پہ نہیں بلکہ ایک وسیع تناظر میں یہ واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں۔

ایسے ہی قرون اولیٰ کی خواتین کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر آپؓ نے فرمایا کہ ''اُحد کا میدان مدینہ سے آٹھ نو میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پہنچی تو عورتیں بے تحاشہ روتی اور بلبلاتی ہوئی شہر سے باہر نکل آئیں اور میدانِ جنگ کی طرف دوڑ پڑیں۔ اکثر عورتوں کو رستہ میں آپؐ کی سلامتی کی خبر مل گئی اور وہ وہیں ٹھہر گئیں مگر ایک عورت دیوانہ وار اُحد تک جا پہنچی۔ اس عورت کا خاوند، بھائی اور باپ اُحد میں مارے گئے تھے اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک بیٹا بھی مارا گیا تھا۔ جب وہ مسلمان لشکر کے قریب پہنچی تو اس نے ایک صحابی سے دریافت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ چونکہ خبر دینے والا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مطمئن تھا اس لئے اس نے اس عورت سے کہا۔ بی بی! افسوس ہے کہ تمہارا باپ اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس پر اس عورت نے کہا تم عجیب ہو۔ میں تو پوچھتی ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اور تم یہ خبر دیتے ہو کہ تیرا باپ مارا گیا ہے۔ اس پر اس صحابی نے کہا بی بی! مجھے افسوس ہے کہ تیرا خاوند بھی اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس پر عورت نے پھر کہا میں نے تم سے اپنے خاوند کے متعلق دریافت نہیں کیا۔ میں تو یہ پوچھتی ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس پر اس صحابی نے اسے پھر کہا۔ بی بی! مجھے افسوس ہے کہ تیرا بھائی بھی اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس عورت نے بڑے جوش سے کہا میں نے تم سے اپنے بھائی کے متعلق دریافت نہیں کیا۔ میں تو تم سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھ رہی ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ آپؐ کا کیا حال ہے؟ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے اپنے باپ، بھائی اور خاوند کی موت کی کوئی پروا نہیں۔ وہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کرنا چاہتی ہے تو وہ اس کے سچے جذبات کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا بی بی! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں۔ اس پر اس نے کہا مجھے بتاؤ وہ کہاں ہیں؟ اور پھر دوڑتی ہوئی اس طرف گئی جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے اور وہاں پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو ہو کر آپؐ کا دامن پکڑ کر کہنے لگی۔

یا رسول اللہؐ! میری ماں اور باپ آپؐ پر قربان ہوں جب آپؐ سلامت ہیں تو کوئی مرے مجھے کیا پروا ہے۔ مجھے تو صرف آپؐ کی زندگی کی ضرورت تھی۔ اگر آپؐ زندہ ہیں تو مجھے کسی اَور کی وفات کا فکر نہیں۔''

آپؓ فرماتے ہیں کہ ''اب دیکھو! اس عورت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر عشق تھا۔ لوگ اسے یکے بعد دیگرے باپ، بھائی اور خاوند کی وفات کی خبر دیتے چلے گئے لیکن وہ جواب میں ہر دفعہ یہی کہتی چلی گئی کہ مجھے بتاؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ غرض یہ بھی ایک عورت ہی تھی جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق کا مظاہرہ کیا۔'' (قرونِ اولیٰ کی مسلمان خواتین، انوار العلوم جلد 25 صفحہ 439 تا 440)

پھر قرون اولیٰ کی مسلمان عورتوں کے بارے میں جنگِ اُحد میں ہی جنگ کے بعد کے حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صحابہ اور صحابیات کے آپؐ سے عشق و محبت کو بیان کرتے ہوئے دیباچہ تفسیر القرآن میں آپؓ نے یوں لکھا ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ''جب اسلامی لشکر واپس مدینہ کی طرف لوٹا تو اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اور اسلامی لشکر کی پراگندگی کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی۔ مدینہ کی عورتیں اور بچے دیوانہ وار اُحد کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔ اکثر کو تو راستہ میں خبر مل گئی اور وہ رک گئے، مگر بنو دینار قبیلہ کی ایک عورت دیوانہ وار آگے بڑھتے ہوئے اُحد تک جا پہنچی۔ جب وہ دیوانہ وار اُحد کے میدان کی طرف جا رہی تھی اُس عورت کا خاوند اور بھائی اور باپ اُحد میں مارے گئے تھے اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک بیٹا بھی مارا گیا تھا۔'' پہلی روایت بھی ہے ''جب اُسے اُس کے باپ کے مارے جانے کی خبر دی گئی تو اس نے کہا مجھے بتاؤ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ چونکہ خبر دینے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مطمئن تھے وہ باری باری اسے اس کے بھائی اور خاوند اور بیٹے کی موت کی خبر دیتے چلے گئے مگر وہ یہی کہتی چلی جاتی تھی ''مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' ارے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ بظاہر یہ فقرہ غلط معلوم ہوتا ہے۔'' آپؓ فرماتے ہیں یہ فقرہ غلط معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا'' اور اسی وجہ سے مؤرخوں نے لکھا ہے کہ اُس کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا۔'' یعنی وہ دوسری طرف لے گئے ''لیکن حقیقت یہ ہے'' آپؓ فرماتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے ''کہ یہ فقرہ غلط نہیں بلکہ عورتوں کے محاورہ کے مطابق بالکل درست ہے۔ عورت کے جذبات بہت تیز ہوتے ہیں اور وہ بسا اوقات مُردوں کو زندہ سمجھ کر کلام کرتی ہے۔ جیسے بعض عورتوں کے خاوند یا بیٹے مر جاتے ہیں تو ان کی موت پر ان سے مخاطب ہو کر وہ اس قسم کی باتیں کرتی رہتی ہیں کہ مجھے کس پر چھوڑ چلے ہو؟ یا بیٹا! اس بڑھاپے میں مجھ سے کیوں منہ موڑ لیا؟ یہ شدتِ غم میں فطرتِ انسانی کا ایک نہایت لطیف مظاہرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اس عورت کا حال ہوا۔ وہ آپؐ کو فوت شدہ ماننے کے لیے تیار نہ تھی اور دوسری طرف اس خبر کی تردید بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے شدت غم میں یہ کہتی جاتی تھی ارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کیا۔ یعنی ایسا وفادار انسان ہم کو یہ صدمہ پہنچانے پر کیونکر راضی ہو گیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے اپنے باپ، بھائی اور خاوند کی کوئی پرواہ نہیں تو وہ اس کے سچے جذبات کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا۔ فلانے کی اماں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جس طرح تُو چاہتی ہے خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ اس پر اُس نے کہا مجھے دکھاؤ وہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ آگے چلی جاؤ وہ آگے کھڑے ہیں۔ وہ عورت دوڑ کر آپؐ تک پہنچی۔ آپؐ کے دامن کو پکڑ کر بولی۔ یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، جب آپؐ سلامت ہیں تو کوئی مرے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔'' آپؓ فرماتے ہیں دیکھو ''مَردوں نے جنگ میں وہ نمونہ ایمان کا دکھایا اور عورتوں نے یہ نمونہ اخلاص کا دکھایا، جس کی مثال میں نے ابھی بیان کی ہے۔ عیسائی دنیا مریم مگدلینی اور اس کی ساتھی عورتوں کی اس بہادری پر خوش ہیں کہ وہ مسیحؑ کی قبر پر صبح کے وقت دشمنوں سے چھپ کر پہنچی تھیں۔ میں ان سے کہتا ہوں آؤ اور ذرا میرے محبوب کے مخلصوں اور فدائیوں کو دیکھو کہ کن حالتوں میں انہوں نے اس کا ساتھ دیا اور کن حالتوں میں انہوں نے توحید کے جھنڈے کو بلند کیا۔...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کو دفن کر کے مدینہ واپس گئے تو پھر عورتیں اور بچے شہر سے باہر استقبال کے لئے نکل آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ سعد بن معاذؓ مدینہ کے رئیس نے پکڑی ہوئی تھی'' پہلے بھی بیان ہوا ہے یہ واقعہ ''اور فخر سے آگے آگے دوڑے جاتے تھے۔ شاید دنیا کو یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھا ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیریت سے اپنے گھر واپس لے آئے ہیں۔'' یہ اپنا انداز ہے ایک بیان کا۔ ''شہر کے پاس انہیں اپنی بڑھیا ماں جس کی نظر کمزور ہو چکی تھی آتی ہوئی ملی۔ اُحد میں اس کا ایک بیٹا عمرو بن معاذؓ بھی مارا گیا'' تھا جس کی تفصیل مَیں نے پہلے بھی بیان کی ہے۔ ''...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مائی! مجھے تمہارے بیٹے کی شہادت پر تم سے ہمدردی ہے'' جب اس کو دیکھا۔ ''اس پر نیک عورت نے کہا۔ حضور! جب میں نے آپؐ کو سلامت دیکھ لیا تو سمجھو کہ میں نے مصیبت کو بھون کر کھا لیا۔

''مصیبت کو بھون کر کھا لیا'' کیا عجیب محاورہ ہے۔ محبت کے کتنے گہرے جذبات پر دلالت کرتا ہے۔ غم انسان کو کھا جاتا ہے وہ عورت جس کے بڑھاپے میں اس کا عصائے پیری ٹوٹ گیا کس بہادری سے کہتی ہے کہ میرے بیٹے کے غم نے مجھے کیا کھانا ہے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو میں اس غم کو کھا جاؤں گی۔

میرے بیٹے کی موت مجھے مارنے کا موجب نہیں ہوگی بلکہ یہ خیال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس نے جان دی میری قوت کے بڑھانے کا موجب ہوگا۔'' یہ جذبہ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ انصار کے حق میں دعا دیتے ہوئے اور اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اے انصار! میری جان تم پر فدا ہو، تم کتنا ثواب لے گئے۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 255 تا 257)

مدینے کے منافقین اور یہود کا طرز عمل اور حضرت عمرؓ کے جوش پر جوان کے رویّہ کے خلاف تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اسوہ تھا۔ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد کے بعد مدینہ پہنچے تو منافقین اور یہود خوشیاں منانے لگے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہنے لگے اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہت کے طلبگار ہیں، نعوذ باللہ اور آج تک کسی نبی نے اتنا نقصان نہیں اٹھایا جتنا انہوں نے اٹھایا ہے۔ خود بھی زخمی ہوئے اور ان کے صحابہ بھی زخمی ہوئے اور کہتے تھے کہ اگر تمہارے وہ لوگ جو قتل ہوئے ہمارے ساتھ رہتے تو کبھی قتل نہ ہوتے۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان منافقین کے قتل کی اجازت چاہی جو اس طرح یہ باتیں کر رہے تھے یعنی منافقین۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ اس شہادت کا اظہار نہیں کرتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ لا الٰہ الا اللہ نہیں پڑھتے؟ اور میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد رسول اللہ نہیں کہتے؟ کلمہ تو پڑھتے ہیں فرمایا کہ کلمہ تو پڑھتے ہیں ناں یہ لوگ؟ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ یقیناً پڑھتے ہیں۔ یہ تو کہتے ہیں لیکن منافقانہ باتیں بھی ساتھ کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا لیکن یہ تلوار کے خوف سے اس طرح کہتے ہیں۔ ساتھ یہ بھی حضرت عمرؓ نے کہا کہ تلوار کے خوف سے یہ اس طرح کرتے ہیں۔ کلمہ پڑھ رہے ہیں یا محمد رسول اللہ کہہ رہے ہیں۔ پس ان کا معاملہ اب ظاہر ہو گیا ہے اور اب جب ان کے دل کی بات نکل گئی ہے اور اللہ نے ان کے کینوں کو ظاہر کر دیا ہے تو پھر ان سے انتقام لینا چاہیے، ان کو سزا دینی چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس کے قتل سے منع کیا گیا ہے جو اس شہادت کا اظہار کرے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جزء 2 صفحہ 348 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے مجھے اس کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔ جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا مجھے ایسے شخص کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ان نام نہاد علماء کا منہ بند کرنے کے لیے بھی کافی ہے جو احمدیوں کے بارے میں

باوجوداس کے کہ احمدی دل سے یہ کلمہ پڑھتے ہیں اور منافقت کی ہلکی سی بھی بُو ہمارے اندر نہیں ہے۔ یہ لوگ، یہ علماء کہتے ہیں کہ یہ کافر ہیں اور ان کا قتل جائز ہے اور بعض شہادتیں اسی طرح ہوئی ہیں۔ یہی علماء، یہ نام نہاد علماء ہیں جنہوں نے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے۔

اُحد کے شہداء کے جنازے پڑھنے کے بارے میں مختلف روایات ہیں انہیں میں بیان بھی کر چکا ہوں لیکن یہاں صحیح بخاری کے حوالے سے ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے غزوہ اُحد میں شامل ہونے والے صحابہ کرامؓ کے مقام ومرتبہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے لیے دعا کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال بعد اُحد کے شہیدوں پر نماز جنازہ پڑھی۔ زندوں اور مردوں کو الوداع کرنے والے کی طرح۔ اس کے بعد آپؐ منبر پر چڑھے اور فرمایا: میں تمہارے آگے پیش رو ہوں گا اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور تم سے ملنے کی جگہ حوض ہے اور میں اسے اپنے اس کھڑے ہونے کی جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔ اور تمہارے متعلق مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن مجھے تمہارے متعلق دنیا کا ڈر ہے کہ تم اس کے لیے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے لگو۔ (صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ احد حدیث 4042) اور بعد کے واقعات نے یہ ثابت بھی کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ڈر بھی صحیح تھا۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید ہوئے اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹ میں رکھا۔ وہ جنت کی نہروں پر اترتے اس کے پھل کھاتے اور عرش کے سائے میں لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے۔ جب انہوں نے اپنی پسند اور مرضی کا کھا لیا اور پی لیا اور اپنی مرضی کا آرام کیا تو انہوں نے کہا ہمارے بھائیوں کو کون پہنچائے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ کے وقت کیل کانٹے نہ لیں، پیچھے نہ ہٹیں۔ تو اللہ سبحانہٗ نے کہا میں تمہاری طرف سے ان کو پہنچا دیتا ہوں۔ فرمایا پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا۔ (آل عمران: 170) وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں ان کو مردہ نہ سمجھو۔ (سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی فضل الشھادۃ حدیث 2520)

بعض دفعہ مفسرین، لکھنے والے یا بعض حدیث بیان کرنے والے بھی یہ تو ہر بات پہ کہہ دیتے ہیں کہ ضروری نہیں ہے کہ آیت کی وجہ نزول یہی ہو۔ اس سے پہلے بھی ہر شہید کے بارے میں، بدر کے شہداء کا بہت بڑا مقام تھا ان کے بارے میں بھی بلکہ سورۂ بقرہ میں بھی یہ آیت ہے۔

پھر ایک روایت ملتی ہے حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے شہدائے اُحد یاد آتے ہیں تو خدا کی قسم! مجھے یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش میں بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہاڑ کے درے میں ہی رہ گیا ہوتا۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کے ساتھ شہید ہو جاتا۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد 5 صفحہ 1627 کتاب المغازی والسرایا حدیث 4318 مکتبہ نزار مصطفیٰ 2000ء)

عبداللہ بن ابی فَرْوَہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے شہداء کی قبروں کی زیارت کی تو فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِیَّكَ یَشْھَدُ أَنَّ ھٰؤُلَاءِ شُھَدَاءُ، وَأَنَّهٗ مَنْ زَارَھُمْ۔ وَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ رَدُّوْا عَلَیْهِ۔ اے اللہ! بے شک میں تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ شہید ہیں اور جو ان کی زیارت کرے اور قیامت کے دن تک ان پر سلام بھیجے تو وہ اس کا جواب دیں گے۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد 5 صفحہ 1627–1628 کتاب المغازی والسرایا حدیث 4320 مکتبہ نزار مصطفیٰ 2000ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ اُحد کے شہدا کے لیے فرمایا۔ ھٰؤُلَاءِ أَشْھَدُ عَلَیْھِمْ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا میں گواہ ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں۔ ہم مسلمان ہوئے جیسے وہ مسلمان ہوئے اور ہم نے جہاد کیا جیسے انہوں نے جہاد کیا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں مگر مجھے معلوم نہیں کہ میرے بعد تم کیا کرو گے تو حضرت ابوبکرؓ رونے لگے اور عرض کیا کہ ہم آپؐ کے بعد زندہ رہیں گے؟ (الموطّا لامام مالک صفحہ 282 کتاب الجہاد باب الشہداء فی سبیل اللّٰہ حدیث 1004 مطبوعہ دارالفکر بیروت) اس غم سے ہی حضرت ابوبکرؓ رونے لگ گئے کہ شاید ہماری زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ لمبی ہے۔

عَبَّاد بن ابی صَالح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہدائے اُحد کی قبروں کی زیارت کو تشریف لے جاتے تو آپؐ فرماتے۔ سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ سلامتی ہو تم پر بسبب اس کے جو تم نے صبر کیا پس کیا ہی اچھا ہے گھر کا انجام۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکرؓ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی ان کی زیارت کرنے جاتے تھے۔

(تاریخ المدینۃ المنورۃ جلد 1 صفحہ 85-86 حدیث 381 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بیان کیا کہ ”زمانہ وفات کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر شہداء اُحد پر جنازہ کی نماز ادا کی اور بڑے درد دِل سے ان کے لئے دعا فرمائی۔ آپؐ اُحد کے شہداء کو خاص محبت اور احترام سے دیکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ اُحد کے شہداء کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کے ایمان کا میں شاہد ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں؟ کیا ہم نے انہی کی طرح اسلام قبول نہیں کیا؟ کیا ہم نے انہی کی طرح خدا کے رستے میں جہاد نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا۔ ”ہاں! لیکن مجھے کیا معلوم ہے کہ میرے بعد تم کیا کیا کام کرو گے۔“ اس پر حضرت ابوبکرؓ رو پڑے اور بہت روئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! کیا ہم آپؐ کے بعد زندہ رہ سکیں گے؟“ یہ تصور ہی ہمیں مارنے والا ہے۔ پھر آپؓ لکھتے ہیں کہ ”صحابہ بھی اُحد کے شہداء کی بڑی عزت کرتے تھے اور اُحد کی یاد کو ایک مقدس چیز کے طور پر اپنے دلوں میں تازہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سامنے افطاری کا کھانا آیا جو غالباً کسی قدر پُرتکلف تھا۔ اس پر انہیں اُحد کا زمانہ یاد آ گیا جب مسلمانوں کے پاس اپنے شہداء کو کفنانے کے لئے کپڑا تک نہیں تھا اور وہ ان کے بدنوں کو چھپانے کے لئے گھاس کاٹ کاٹ کر ان پر لپیٹتے تھے اور اس یاد نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ایسا بے چین کر دیا کہ وہ بے تاب ہو کر رونے لگ گئے اور کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے حالانکہ وہ روزے سے تھے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 502)

شہدائے اُحد کے لواحقین سے دلجوئی کے واقعات اور شہداء کے بچوں سے محبت کے اظہار کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت بِشْرؓ کے والد حضرت عَقْرَبَہؓ کا ذکر جنگِ اُحد کے شہداء میں بیان ہوا ہے۔ بعض نے حضرت بِشْرؓ کا نام بشیر بھی بیان کیا ہے۔ جب عَقْرَبَہؓ شہید ہو گئے تو ان کے بیٹے بِشْر ان کے پاس بیٹھے رو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا۔ اُسْكُتْ، اَمَا تَرْضٰى اَنْ اَكُوْنَ اَنَا اَبُوْكَ وَعَائِشَةُ اُمُّكَ۔ چپ ہو جاؤ، کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ بن جاتا ہوں اور عائشہ تمہاری ماں بن جاتی ہے۔ بِشْر نے کہا کیوں نہیں میں بالکل راضی ہوں۔ ان کا پرانا نام بَحِیْر تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بشیر رکھ دیا۔ اور ان کی زبان میں لکنت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ پر دم کیا تو لکنت جاتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دستِ مبارک بھی پھیرا۔ جب وہ عمر رسیدہ ہو گئے تو سارا سر سفید ہو گیا مگر جس جگہ آپؐ نے اپنا دست مبارک پھیرا تھا اس جگہ کے بال بدستور کالے ہی رہے۔ انہوں نے لمبی عمر پائی۔ فلسطین میں 85 ہجری میں فوت ہوئے۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 357 دار السّلام ریسرچ سنٹر) (ماخوذ از الاصابہ جلد 4 صفحہ 437 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (ماخوذ از اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 388 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے دلجوئی کا واقعہ ملتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے تو آپؐ نے فرمایا۔ اے جابر! کیا بات ہے میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے اور وہ قرض اور اولاد چھوڑ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی خوشخبری نہ دوں جس سے اللہ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور دیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے کسی سے کلام نہیں کیا مگر پردے کے پیچھے سے۔ جس سے بھی اللہ تعالیٰ نے کلام کیا پردے کے پیچھے سے کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو زندہ کیا اور پھر ان سے آمنے سامنے ہو کر کلام کیا اور فرمایا: اے میرے بندے! مجھ سے مانگ کہ میں تجھے دوں۔ انہوں نے عرض کی کہ اے میرے ربّ! مجھے دوبارہ زندہ کر دے تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر حضرت عبداللہؓ نے عرض کی کہ اے میرے ربّ! میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا میری تمنا ہے کہ تُو مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج تاکہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر تیری راہ میں لڑوں اور تیری راہ میں دوبارہ مارا جاؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ جو ایک بار مر جائیں وہ دنیا میں دوبارہ نہیں لوٹائے جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے میرے ربّ! میرے پیچھے رہنے والوں تک یہ بات پہنچا دے۔ اس موقع پر پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ (آل عمران: 170) یعنی جو اللہ کی راہ میں مارے گئے تم انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں انہیں ان کے ربّ کے ہاں رزق عطا کیا جا رہا ہے۔ (سنن الترمذی ابواب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ آل عمران حدیث 3010) (دلائل النبوۃ از بیہقی جزء 3 صفحہ 298 دار الریان للتراث القاہرۃ 1988ء) (الاستیعاب جزء 3 صفحہ 955-956 دار الجیل بیروت)

بہرحال جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا۔ یہ صحیح ہے کہ نہیں کہ یہ آیت کی وجہ نزول ہے یا نہیں لیکن یہ بات بہرحال صحیح ہے کہ شہداء زندہ ہیں جو مرنے کے فوراً بعد ہی جنت کے اعلیٰ درجے اور مقام پا لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مکالمہ والے واقعہ کی تفصیل حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی ایک تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے بیان کی تھی کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ اور صحابہؓ کی آپؐ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کی ان پر پیار کی نظر کس طرح پڑتی تھی، یہ بیان کرتے ہوئے آپ کہتے ہیں کہ ”اس واقعہ میں طرح طرح کا حسن کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور جس کروٹ سے اسے دیکھیں یہ ایک نئی رعنائی دکھاتا ہے۔ منجملہ اَور امور کے اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کس طرح مسلسل آنحضورؐ کا رابطہ اپنے رب سے قائم تھا۔ بندوں پر بھی نظرِ شفقت فرما رہے تھے اور رب سے بھی دل ملا رکھا تھا۔ ایک پہلو اپنے صحابہؓ پر جھکا ہوا تھا تو دوسرا پہلو رفیق اعلیٰ سے پیہم وابستہ اور پیوستہ تھا۔ وہ وجود جو امن کی حالت میں ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى (النجم: 9) کے افق اعلیٰ پر فائز رہا، جنگ کی حالت میں بھی ایک لمحہ اس سے الگ نہ ہوا۔ ایک نگاہ میدانِ حرب کی نگران تھی تو دوسری جمالِ یار کے نظارہ میں مصروف تھی۔ ایک کان رحمت سے صحابہؓ

کی طرف جھکا ہوا تھا تو دوسرا املاء اعلیٰ سے اپنے رب کا شیریں کلام سننے میں مصروف۔ دستِ با کار تھا تو دلِ با یار۔ آپؐ صحابہؓ کی دلداری فرماتے تھے تو خدا آپؐ کی دلداری فرما رہا تھا۔ عبداللہ بن عمروؓ کی قلبی کیفیت کی خبر دے کر دراصل اللہ تعالیٰ آپؐ کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ اے سب سے بڑھ کر مجھ سے محبت کرنے والے! دیکھ! تیرا بھی کیسا عشق ہم نے اپنے عارف بندوں کے دل میں بھر دیا ہے کہ عالم گزراں سے گزر جانے کے بعد بھی تیرا خیال انہیں ستاتا ہے۔'' وہیں انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا کے دوبارہ لڑوں دشمن کے خلاف'' اور تجھے میدانِ جنگ میں تنہا چھوڑ کے چلے جانے پر کس درجہ کبیدۂ خاطر ہیں۔ تیرے مقابل پر انہیں جنت کی بھی حرص نہیں رہی۔ ان کی جنت تو بس یہی ہے کہ تیز تلواروں سے بار بار کاٹے جائیں، مگر تیرے ساتھ رہیں، پھر تیرے ساتھ رہیں، پھر تیرے ساتھ رہیں۔''

(خطابات طاہر (تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت) تقریر جلسہ سالانہ 1979ء، صفحہ 349-350)

باقی ان شاء اللہ آئندہ پیش کروں گا۔

فلسطین اور دنیا کے حالات کے لیے بھی دعائیں جاری رکھیں۔ بد سے بدتر حالات ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ خدشہ ہے کہ ایران پر بھی حملہ ہو اور پھر جنگ وسیع ہو کر مزید پھیلے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ یمن میں کچھ اسیران کی رہائی ہوئی ہے۔ کل ہی یہ خبر آئی ہے بلکہ اکثریت کی رہائی ہوگئی ہے۔ باقی جو چند رہ گئے ہیں ان کی رہائی کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ حکام کے دل ان کی طرف سے صاف کرے۔ خاص طور پہ جو ایک خاتون صدر لجنہ ہیں وہ اسیری میں ہیں اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان فرمائے۔

نماز کے بعد میں دو جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ اس میں جو پہلا جنازہ ہے ان کا تھوڑا ذکر کر دوں۔ یہ مکرم مصطفیٰ احمد خان صاحب ہیں جو حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے بیٹے تھے گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے چھوٹے نواسے تھے۔ سب سے چھوٹی بیٹی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ اس طرح آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے چھوٹے نواسے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 1966ء میں سوئی ناردرن گیس کمپنی میں بطور سینئر جنرل مینیجر ملازمت شروع کی اور اس کے بعد پھر ریٹائرمنٹ کے بعد بھی دوبارہ اس کمپنی کے ڈائریکٹر بن گئے۔ 74ء میں حالات خراب ہوئے تو کمپنی نے آپ کو بالکل ایک طرف کر دیا اور جو اچھا صحیح کام تھا وہ نہیں دیتے تھے۔ اس پر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حالات درست ہو جائیں گے، فکر نہ کرو اور تم نے ادھر ہی رہنا ہے اور پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور پھر حالات ان کے حق میں ہوئے۔

غریبوں کا بڑا خیال رکھنے والے تھے۔ رشتے نبھانے والے تھے۔ دو شادیاں تھیں۔ پہلی شادی ان کی ہوئی۔ ان کی وہ اہلیہ وفات پا گئی تھیں تو پھر انہوں نے دوسری شادی ان کی چھوٹی بہن سے کی۔ ان کے جو پہلے بچے تھے ان بچوں کو بھی انہوں نے اپنے بچوں کی طرح رکھا اور اپنی بہنوں کی تحریک پر یہ دوسری شادی انہوں نے کی اور پھر خوب نبھایا دوسری شادی کو بھی۔ ان کی دوسری اہلیہ لکھتی ہیں۔ دوسری اہلیہ بھی پہلی بیوی کی چھوٹی بہن تھیں اور پہلے شادی شدہ تھیں ان کی دو بیٹیاں بھی تھیں جیسا کہ میں نے کہا۔ پھر طلاق ہوگئی۔ پھر کافی دیر انہوں نے بچیوں کو خود پالا لیکن بہرحال پھر ان سے شادی ہوئی۔ یہ لکھتی ہیں کہ غیر مسلموں سے بھی بہت حسنِ سلوک تھا۔ ایک ہندو بچہ تھا سندھ میں۔ اس کی تعلیم کا خرچ اٹھایا اور اسے پڑھایا لکھایا اور یہاں تک پڑھایا کہ وہ اسسٹنٹ کمشنر بن گیا اور ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ مجھے مصطفیٰ خان صاحب کی وجہ سے یہ مقام ملا ہے۔ بہرحال وہ تو اللہ کا فضل تھا۔ بہت غریب پرور تھے۔ اپنے والدین کے نام سے ناصر آباد فارم میں ایک ٹرسٹ بھی بنایا تھا جو فارم ان کے والد کی طرف سے وراثت میں ملا تھا۔ زمینوں کے ساتھ ہی کلینک بھی بنایا ہوا تھا اور باقاعدگی سے فری میڈیکل کیمپ بھی وہاں منعقد ہوتے تھے۔ ڈاکٹر عبدالمنان شہید صاحب بھی اس میڈیکل کیمپ میں جایا کرتے تھے۔ کلینک کے لیے باہر سے کبھی کسی سے مطالبہ نہیں کیا۔ اپنے ذرائع سے ہی اس کا خرچ پورا کرتے تھے۔ مہمان نوازی بھی ان میں بہت تھی۔ ان کے والد صاحب حضرت نواب عبداللہ خان صاحب بھی بہت مہمان نواز تھے، ان کی طرف سے آئی ہے۔ بچوں سے بھی بہت پیار کا رشتہ تھا۔ ہر رشتہ بہت اچھی طرح نبھایا۔ ان کی دوسری اہلیہ نے لکھا ہے۔ ان کے یعنی دوسری اہلیہ کے بچوں، بیٹیوں کا بھی اپنی بیٹیوں کی طرح خیال رکھا۔ بچوں کو سمجھانے میں اگر سختی کرنی پڑے تو کرتے تھے لیکن پھر بات سمجھاتے بھی تھے۔

ڈاکٹر خالد تسلیم صاحب جو ان کے بھانجے ہیں کہتے ہیں انتہائی نافع الناس انسان تھے۔ سوئی گیس کے محکمے میں اچھے عہدے پر فائز تھے اور کسی کو کوئی کام پڑتا تو اس کو انکار نہیں کیا کرتے تھے۔ خاص طور پر غریبوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کہتے ہیں مرزا حنیف احمد صاحب نے ایک دفعہ کہا کہ ان کے پاس کسی غریب آدمی کو کسی کام کے لیے بھیجو تو وہ اس کا کام ضرور کر دیتے ہیں۔ ربوہ میں بھی بہت سارے غریب گھروں میں سوئی گیس لگوانے میں انہوں نے کافی مدد کی ہے۔

35 سال پہلے انہیں کینسر کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ بڑا آپریشن بھی کرنا پڑا۔ اس کی وجہ سے ان کی روزمرہ کی زندگی میں کافی مشکلات بھی درپیش تھیں لیکن اس کے باوجود ان کے چہرے سے بشاشت نہیں گئی اور مہمان نوازی اور لوگوں کے کام آنے میں کوئی فرق نہیں آیا۔ حلقۂ احباب بھی ان کا بہت وسیع تھا۔ جماعت کے مخالفین بھی ان کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے اور ان سے ملتے تھے کیونکہ احسان کرنے والے تھے۔ ہر ایک پہ احسان کرتے تھے۔ کوشش میں رہتے تھے کسی کا احسان نہ لیں بلکہ دوسرے کو زیرِ احسان کریں اور اگر کبھی کوئی تھوڑا سا احسان کر بھی دیتا تھا تو اس کے پھر بڑے ممنونِ احسان رہتے تھے۔

مَیں نے بھی ان میں یہ سب خوبیاں دیکھی ہیں۔ غریب پرور بھی تھے۔ بہترین بیٹے تھے جنہوں نے سب سے بڑھ کر اپنی ماں کی خدمت کی۔ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہونے کے باوجود سب سے بڑا بن کے دکھایا۔

وراثت کی زمین کا مشترکہ انتظام ان کی والدہ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ نے ان کے سپرد کیا تو اسے بھی انہوں نے بہت اعلیٰ طریقے سے نبھایا۔ اس میں انتظامی کام کیے اور اس فارم کو بہت اونچا کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اسی وجہ سے ان کے بہن بھائی بھی آپ پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہاں کے غریب مزدوروں کا بھی بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ بہرحال بہت اچھے خاوند، بہت اچھے بیٹے، بہت اچھے باپ اور بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ غائب جو پڑھوں گا وہ ڈاکٹر میر داؤد احمد صاحب مرحوم کا ہے۔ یہ امریکہ میں تھے۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ۔ ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب اور بلقیس بیگم صاحبہ کے بیٹے تھے۔ ان کی شادی مکرمہ امۃ البصیر صاحبہ سے ہوئی جو حضرت میاں عبدالرحیم احمد صاحب اور صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت صاحبزادی امۃ الرشید بیگم حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی تھیں اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور یہ پڑنواسی بنیں۔ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نواسی تھیں۔

ڈاکٹر داؤد صاحب نے یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور سے گریجوایشن کی۔ پھر امریکہ چلے گئے۔ وہاں سے انہوں نے پی ایچ ڈی کی۔ اس کے بعد ورلڈ بینک میں ملازمت کی۔ 35 سال تک بحیثیت سینئر ڈیویلپمنٹ پروفیشنل اور بطور انتہائی اعلیٰ صلاحیت کے پریکٹیشنر کے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے مختلف ممالک میں بالخصوص ایشیا میں بڑے پیمانے پر بین الاقوامی ترقیات اور ترقیاتی منصوبوں پہ کام کیا۔ امریکہ کی جماعت کے بھی شروع کے ممبروں میں سے تھے۔ 1970ء کی دہائی میں لنگر خانے کی ٹیم میں بھی اپنی ڈیوٹی دیا کرتے تھے باوجود اس کے کہ ایک اعلیٰ افسر تھے۔ اس کے علاوہ کئی سال تک نیشنل سیکرٹری جائیداد امریکہ کے طور پر بھی کام بجالائے۔ ہمیشہ نہایت جوش اور دینی جذبے سے کام کیا کرتے تھے۔ مسجد بیت الرحمان کی تعمیر اور خاص طور پر توسیع کے کام میں انہوں نے بہت کام کیا۔ باوجود اس کے کہ بڑے اچھے عہدے پر فائز تھے بڑی عاجزی سے جماعتی خدمات انجام دیا کرتے تھے۔ چین میں بھی رہے ہیں۔ اس وقت کے مربی نے مجھے لکھا جب وہاں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ نامساعد حالات کے باوجود چین میں بھی اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ نہایت عاجزانہ طبیعت کے مالک تھے۔ ہر چھوٹے بڑے سے تواضع اور خوش دلی سے ملتے تھے۔ حتی الوسع ہر ممکن مالی امداد کرنے کے لیے بھی تیار رہتے تھے۔ مہمان نوازی ان کا خاص وصف تھا۔ اپنوں اور غیروں پر شفقت بلا امتیاز تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 3 مئی 2024ء صفحہ 2 تا 6)

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِيۡحُكُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ۝ (سورۃ الانفال، آیت 47) اور اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنیوالوں کیساتھ ہوتا ہے ☆

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA

Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096

طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِيۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ (سورۃ التوبہ:33) ترجمہ:: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں ☆

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

● طاقت کے استعمال کی اجازت صرف ان لوگوں کے خلاف ہے جو مذہب کو دنیا سے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں

● انسانیت کی ہمدردی ہمارا بنیادی اصول ہونا چاہئے اور ہمیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہئے اور کسی بھی مذہب کے پیروکار یا قبیلے یا گروہ کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے کا سوچنا بھی نہیں چاہئے

● عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو، اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ

● دنیا میں حقیقی آزادی اور پائیدار امن اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تمام انسان اپنے خالق کو پہچان نہ لیں اس کے حقوق ادا نہ کریں اور اس کے احکامات پر عمل پیرا نہ ہوں، اللہ کرے کہ دنیا میں حقیقی مذہبی آزادی اور ہم آہنگی پھیلے اور تمام مذاہب کے پیروکار آزادی کے ساتھ اپنے عقائد کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں

جماعت احمدیہ برازیل کے 29ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ آپ 28، 29 اور 30 ر اپریل 2023ء کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں جس کا مرکزی عنوان ''مذہبی آزادی'' ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور وہ تمام لوگ جو اس خاص مقصد کیلئے وہاں جمع ہوئے ہیں بے پایاں روحانی فیوض حاصل کریں اور اللہ کرے آپ دین اسلام کے علم اور فہم میں ترقی کریں۔

اللہ تعالیٰ نے مذہبی آزادی اور شعوری آزادی کو اس قدر مقدم رکھا ہے کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ طاقت کے استعمال کی اجازت صرف ان لوگوں کے خلاف ہے جو مذہب کو دنیا سے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن کریم قطعیّت کے ساتھ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اگر مذہب کو مٹانے والوں کو طاقت کے زور پر نہ روکا جائے تو کوئی کلیسا، کنیسہ (یہودی عبادت گاہ)، مندر، مسجد یا کوئی بھی اور عبادت گاہ جہاں پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے، محفوظ نہیں رہے گی۔ تاہم قرآن کریم نے یہ ہر مسلمان کی مذہبی ذمہ داری مقرر کی ہے کہ وہ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کریں اور اس مذہبی آزادی کو ہمارے مذہب میں بنیادی حیثیت دی ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کے احترام کا درس دیا ہے۔ آپؐ نے اپنے پیروکاروں کی اس بات کی راہنمائی فرمائی ہے کہ وہ ہر مذہب اور عقیدے کے لوگوں کے ساتھ رحم اور ہمدردی کا سلوک کریں اور ان کے جذبات اور ضروریات کا خیال رکھیں۔

مثال کے طور پر ہمیں تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ نجران شہر سے عیسائیوں کا ایک وفد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ میں ملنے آیا۔ کچھ وقت کے بعد وہ وفد کچھ بے چین نظر آنے لگا۔ چنانچہ آپؐ نے ان سے اس بے چینی کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے آپؐ کو بتایا کہ یہ وقت ان کی عبادت کا ہے لیکن ان کے پاس کوئی مناسب جگہ نہیں ہے جہاں پر وہ اپنی عبادات کر سکیں۔ یہ سن کر آپؐ نے ان کو مدینہ میں اپنی مسجد میں ان کے طریق اور روایات کے مطابق عبادت کرنے کی دعوت دی۔ اس شاندار مثال کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رواداری، مذہبی آزادی، اور تمام انسانیت کیلئے عبادت کی آزادی کی ایک ابدی مثال قائم کر دی۔

اس دور میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں آنحضورؐ کی اس مثال کی پیروی کرنے کی ہدایت کی ہے کہ انسانیت کی ہمدردی ہمارا بنیادی اصول ہونا چاہئے اور ہمیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہئے اور کسی بھی مذہب کے پیروکار یا قبیلے یا گروہ کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے کا سوچنا بھی نہیں چاہئے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ''یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو مَیں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔ اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ۔'' (تبلیغ رسالت، جلد 7 صفحہ 44، بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد دوم صفحہ 434، ایڈیشن 2019ء)

اس حوالے سے، اگرچہ احمدی خاص طور پر پاکستان میں ایک مسلسل ایذا رسانی کا شکار ہیں جس کے نتیجے میں ہم نے جان و مال کا نقصان اور مذہبی حقوق کی محرومی بھی برداشت کی ہے۔ تاہم ہم نے کبھی اس نفرت اور ظلم کا جواب اس طریق پر نہیں دیا اور نہ ہی دیں گے۔ بلکہ ہمارا جواب ہمیشہ محبت اور امن رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم مسلمانوں اور غیر مسلموں کو ایک ہی بات کہتے ہیں کہ تمام انسانوں کو امن کے ساتھ اپنے مذہبی عقائد پر عمل کرنے کی آزادی ہونی چاہئے۔

آپ کو یہ بنیادی اصول ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ دنیا میں حقیقی آزادی اور پائیدار امن اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تمام انسان اپنے خالق کو پہچان نہ لیں، اس کے حقوق ادا نہ کریں اور اس کے احکامات پر عمل پیرا نہ ہوں۔ اللہ کرے کہ دنیا میں حقیقی مذہبی آزادی اور ہم آہنگی پھیلے اور تمام مذاہب کے پیروکار آزادی کے ساتھ اپنے عقائد کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں۔

آخر پر میری دعا ہے کہ آپ کا جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب ہو۔ آپ نیکی اور تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔ آپ ہمیشہ خلافت کے ساتھ وفادار رہیں۔ اور اللہ کرے کہ آپ اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پورے برازیل میں پھیلانے والے ہوں۔ اللہ آپ پر فضل کرے۔ (بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 13 ر دسمبر 2023ء)

......☆......☆......☆......☆......

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

نے جن لوگوں کو اپنے بعد چھوڑا اُن میں سے بہت سے مشرک اور بُت پرست ہو گئے۔ مگر کیا دنیا کا کوئی شخص اس امر سے انکار کر سکتا ہے کہ دین کو پھیلانے کی قابلیت انہی لوگوں کے اندر تھی۔ اہل مکّہ نے بے شک اسلام کی مخالفت کی۔ قریش نے بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اور شدید مخالفت کی بلکہ ابوجہل کو پیش کر کے کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ جس قوم میں ابوجہل جیسے لوگ پیدا ہونے والے تھے کیا اس کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ طَهِّرۡ بَيۡتِيَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ کہ میرے اس گھر کو کامل طواف کرنیوالوں اور کامل قیام کرنے والوں اور کامل رکوع اور سجود کرنے والوں کیلئے تیار کرو؟ میں اُسے کہونگا کہ اے نادان؛ تجھے ابوجہل تو نظر آ گیا جس کا کام ختم ہو گیا مگر تجھے ابوبکرؓ نظر نہ آیا جس کا کام آج تک جاری ہے۔ تجھے عتبہ اور شیبہ تو نظر آ گئے جو پیدا ہو کر فنا ہو گئے مگر تجھے عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ نظر نہ آئے جن کو دائمی حیات بخشی گئی ہے اور جن کے کارنامے قیامت تک دُنیا سے محو نہیں ہو سکتے۔ پس بے شک وہ لوگ خراب ہو گئے تھے مگر اُن کی یہ خرابی ایسی ہی تھی جیسے کوٹ پر مٹی پڑ جائے۔ یا وہ ہیرا تو تھے مگر تراشا ہوا ہیرا نہیں تھے۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور آپ کی قوتِ قدسیہ کی برکت سے وہ تراشے گئے تو وہی ہیرے دنیا کی بہترین متاع شمار ہونے لگے۔ چنانچہ ابوجہل عکرمہؓ کی صورت میں، عاصی اور وائل عمروؓ کی صورت میں، ولید خالدؓ کی صورت میں، اور ابوسفیان، معاویہ اور یزید ابن ابوسفیان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جب تک سونے کے ذرات مٹی میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اُن کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی مگر جب کسی ماہر کی نگاہ اُن پر پڑتی ہے تو وہ اُن ذرّات کو مٹی سے علیحدہ کر لیتا ہے اور پھر وہی ذرّات بہت بڑی قیمت پر فروخت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہیرا جب تک پتّھر میں رہتا ہے اُس کی قدر و قیمت کا کسی کو احساس نہیں ہوتا۔ مگر جب کوئی ماہر اُسے کاٹ کر ہیرے کو اپنی اصل شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے تو اس کی قیمت لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ تک پہنچ جاتی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ نمبر 25 تا 27) ☆☆☆

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

واقعۂ افک

نہ معلوم منافقین مدینہ کی مٹی میں کس فتنہ کا خمیر تھا کہ کوئی واقعہ ان کی آنکھوں کو نہ کھولتا تھا بلکہ ہرنا کامی ان کی شرارت اور فتنہ پردازی کو اور بھی زیادہ کردیتی تھی۔ چنانچہ اسی سفر کی واپسی میں ان کی طرف سے ایک اور خطرناک فتنہ کھڑا کیا گیا جو اپنی نوعیت اور مفسدانہ اثر کے لحاظ سے اس فتنہ سے بھی بہت زیادہ خطرناک تھا جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائے جانے کا واقعہ ہے جو اسی غزوہ کے سفر واپسی میں پیش آیا۔ یہ تہمت اسی نوعیت کی تھی جیسی کہ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریم اور رامچندر جی کی بیوی سیتا پر بدباطن لوگوں نے لگائی۔ اور بہتر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کے اپنے الفاظ میں اسے بیان کیا جاوے کیونکہ وہ ایک بہت مفصل اور دلچسپ بیان ہے جس سے اصل واقعہ کے متعلق یقینی علم حاصل ہونے کے علاوہ اس زمانہ کے تمدن اور طریق واطوار پر بھی بہت روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ بخاری میں حضرت عائشہ کی طرف سے جو روایت بیان ہوئی ہے اس کے ضروری ضروری اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ جب آپ کسی سفر پر جانے لگتے تھے تو اپنی ازواج میں قرعہ ڈالتے تھے پھر جس کا نام نکلتا تھا اسے اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک غزوہ کے موقع پر اسی طرح قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا۔ چنانچہ مجھے آپؐ اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ جب پردہ کے احکام نازل ہوچکے تھے۔ چنانچہ اس سفر میں مَیں ہودہ کے اندر بیٹھتی تھی اور لوگ میرے ہودہ کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے تھے اور جہاں قیام کرنا ہوتا تھا وہاں میرے ہودہ کو اتار کر نیچے رکھ دیتے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک دن آپ نے رات کے وقت کوچ کا حکم دیا۔ جب میں نے یہ اعلان سُنا تو میں حوائج انسانی سے فارغ ہونے کیلئے لشکر سے باہر نکل کر ایک طرف کو گئی اور فارغ ہو کر واپس لوٹ آئی۔ جب میں اپنے اونٹ کے قریب پہنچی تو میں نے معلوم کیا کہ میرے گلے کا ہار ندارد ہے۔ اس کی تلاش میں میں پھر واپس آگئی اور اس تلاش میں مجھے کچھ دیر ہوگئی۔ اس اَثنا میں وہ لوگ جو میرا ہودہ اٹھانے پر متعین تھے آئے اور یہ خیال کرکے کہ میں ہودہ کے اندر ہوں انہوں نے میرا ہودہ اٹھا کر اونٹ کے اوپر رکھ دیا اور لشکر کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ چونکہ اس زمانہ میں بوجہ کم خوری اور تنگی معیشت کے عورتیں بہت دبلی پتلی ہوتی تھیں اور ان کے بدنوں پر گوشت نہیں آتا تھا اس لئے ہودہ اٹھانے والوں کو ہودہ کے ہلکا ہونے کا شبہ نہیں گزرا اور پھر میری عمر بھی اس وقت بہت چھوٹی تھی۔ بہرحال جب میں ہار کی تلاش کرلینے کے بعد واپس آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ لشکر جاچکا ہے اور میدان خالی پڑا ہے۔ میں سخت پریشان ہوئی مگر میں نے دل میں سوچا کہ مجھے اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنا چاہئے کیونکہ جب لوگوں کو میرے پیچھے رہ جانے کا علم ہوگا تو وہ ضرور واپس آئیں گے۔ پس میں اپنی جگہ پر جاکر واپس بیٹھ گئی اور بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آگئی۔ اب واقعہ یوں ہوا کہ صفوان بن معطل ایک صحابی تھا جس کی ڈیوٹی یہ مقرر تھی کہ وہ لشکر اسلامی کے پیچھے پیچھے رہتا تھا۔ (تاکہ گری پڑی چیز وغیرہ کی حفاظت ہوسکے) وہ جب پیچھے سے آیا اور صبح کے قریب میری جگہ پر پہنچا تو اس نے مجھے وہاں اکیلے سوئے ہوئے دیکھا اور چونکہ وہ پردہ کے احکام کے نازل ہونے سے قبل مجھے دیکھ چکا تھا اس نے مجھے فوراً پہچان لیا جس پر اس نے گھبرا کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ اس کی اس آواز سے میں جاگ اٹھی اور میں نے اسے دیکھتے ہی جھٹ اپنا منہ اپنی اوڑھنی سے ڈھانک لیا اور خدا کی قسم اس نے میرے ساتھ کوئی بات نہیں کی اور نہ میں نے اس کلمہ کے سوا اس کے منہ سے کوئی اور الفاظ سنے۔ اس کے بعد وہ اپنے اونٹ کو آگے لایا اور میرے قریب اسے بٹھادیا اور اس نے اونٹ کے دونوں گھٹنوں پر اپنا پاؤں رکھ دیا (تاکہ وہ اچانک نہ اٹھ سکے) چنانچہ میں اونٹ کے اوپر سوار ہوگئی اور صفوان اس کے آگے آگے اس کی مہار تھامے ہوئے چلنے لگ گیا۔ حتّٰی کہ ہم چلتے چلتے اس جگہ آپہنچے جہاں لشکر اسلامی ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ بس یہ وہ قصہ ہے جس پر ہلاک ہوگئے وہ لوگ جنہوں نے ہلاک ہونا تھا۔ اور اس بہتان کا بانی مبانی عبداللہ بن اُبیّ بن سلول (رئیس المنافقین) تھا۔

اس کے بعد ہم لوگ مدینہ میں پہنچ گئے اور اتفاق ایسا ہوا کہ میں وہاں جاتے ہی بیمار ہوگئی اور برابر ایک ماہ تک بیمار رہی۔ اور اس عرصہ میں لوگوں میں بہتان لگانے والوں کی باتوں کے متعلق بہت چرچا رہا اور ہر طرح کی چہ میگوئی ہوتی رہی۔ مگر اس وقت تک مجھے اس تہمت کے متعلق قطعاً کوئی خبر نہیں تھی۔ البتہ یہ بات ضرور تھی کہ مجھے اس بیماری کے ایّام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وہ شفقت ومہربانی نظر نہیں آتی تھی جو آپؐ عموماً مجھ پر فرمایا کرتے تھے اور اس کا مجھے سخت قلق تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آتے تھے تو بس سلام کہہ کر صرف اتنی بات فرماتے تھے کہ اب کیا حال ہے؟ اور پھر لوٹ جاتے تھے اور آپ کے اس طریق سے مجھے دل ہی دل میں سخت تکلیف ہوتی تھی۔ میں اسی بے خبری کی حالت میں پڑی رہی حتّٰی کہ میری بیماری نے مجھے سخت نڈھال اور کمزور کردیا۔ انہی ایام میں مجھے ایک دن ایک عورت اُمّ مسطح سے جو دور سے ہماری رشتہ دار بھی تھی اتفاقی طور پر بہتان لگانے والوں کا قصہ معلوم ہوا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان الزام لگانے والوں میں ام مسطح کا لڑکا مسطح بھی شامل تھا۔ جب میں نے یہ باتیں سنیں تو مجھے تو گویا اپنی اصل بیماری بھول کر ایک نئی بیماری لگ گئی۔ اس کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب عادت تشریف لاکر یہ دریافت فرمایا کہ ’’اب کیا حال ہے؟‘‘ تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے آپ اجازت دیں تو میں چند دن کے لئے اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤں۔ آپ نے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ اس سے دراصل میرا منشاء یہ تھا کہ والدین کے گھر جاکر میں اس خبر کے متعلق تحقیق کروں گی کہ کیا واقعی میرے متعلق اس قسم کی باتیں کی جارہی ہیں۔ چنانچہ میں نے وہاں جاکر اپنی والدہ سے دریافت کیا۔ میری ماں نے کہا بیٹی! تو پریشان نہ ہو۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی ہیں اور وہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ زیادہ محبت کرتا ہے تو ایسی عورت کے متعلق دوسری عورتیں خواہ نخواہ باتیں بنانے لگ جاتی ہیں۔ میں نے بے اختیار ہوکر کہا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! کیا لوگ میرے متعلق واقعی یہ باتیں کررہے ہیں؟ پھر میں رونے لگ گئی اور ساری رات میرے آنسو نہیں تھمے اور نہ میں سوئی۔ اور جب صبح ہوئی تو اس وقت بھی میرے آنسو جاری تھے۔

’’اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب اور اسامہؓ بن زید کو مشورہ کے لئے بلایا۔ کیونکہ وحی کے نزول میں بہت وقفہ پڑ گیا تھا (اور آپ اس معاملہ میں بہت فکرمند تھے) آپ نے ان دونوں سے میرے متعلق مشورہ پوچھا کہ ان حالات میں کہ اس قسم کی باتیں کی جارہی ہیں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ آیا میں عائشہ سے قطع تعلق کرلوں؟ اسامہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! عائشہ آپ کی بیوی ہیں (یعنی خداتعالیٰ نے جو عائشہ کو آپ کی بیوی بننے کے لئے چنا ہے تو انہیں اس کا اہل جان کر چنا ہے) اور خدا کی قسم ہم تو عائشہ کے متعلق سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں جانتے۔ مگر علیؓ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا خیال کرتے ہوئے) یہ جواب دیا کہ ’’یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں فرمائی اور عائشہ کے سوا عورتوں کی کمی بھی نہیں ہے (مگر میں اصل واقعہ کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا) آپ گھر کی خادمہ سے دریافت فرمالیں شائد اسے کچھ علم ہو۔ اور وہ صحیح صحیح بات بتا سکے۔‘‘ اس پر آپ نے اپنی خادمہ بریرہ کو بلایا۔ اور اس سے پوچھا کہ کیا تم نے عائشہ میں کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے کسی قسم کا شبہ پیدا ہوتا ہو؟ بریرہ نے جواب دیا کہ ’’مجھے خدا کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میں نے اپنی بی بی میں کوئی بری بات نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ خوردسالی کی وجہ سے وہ کسی قدر بے پرواضرور ہیں۔ چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آٹا گوندھا ہوا کھلا چھوڑ کر سوجاتی ہیں اور بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔

پھر اسی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک تقریر کی اور فرمایا کہ ’’مجھے میرے اہل کے بارے میں بہت دکھ دیا گیا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی ہے جو اس کا سدباب کرسکے؟ اور خدا کی قسم مجھے تو اپنی بیوی کے متعلق سوائے خیرونیکی کے اور کوئی علم نہیں ہے۔ اور جس شخص کا اس معاملہ میں نام لیا جاتا ہے اسے بھی میں اپنے علم میں نیک خیال کرتا ہوں۔ اور وہ کبھی میرے گھر میں میری غیرحاضری میں نہیں آیا۔‘‘ آپ کی اس تقریر کو سن کر سعد بن معاذ رئیس قبیلہ اوس کھڑے ہوگئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں اس کا سدباب کرتا ہوں۔ اگر تو یہ شخص ہمارے قبیلے میں سے ہے تو ہمارے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔ ہم ابھی اس کی گردن اڑائے دیتے ہیں اور اگر وہ ہمارے بھائیوں یعنی قبیلہ خزرج میں سے ہے تو پھر بھی جس طرح آپ حکم فرمائیں ہم کرنے کو تیار ہیں۔ اس پر قبیلہ خزرج کے رئیس سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور وہ ایک صالح آدمی تھے مگر اس وقت انہیں جاہلانہ غیرت آگئی اور وہ سعد بن معاذ کو مخاطب ہوکر کہنے لگے۔ ’’تم نے جھوٹ کہا ہے۔ خدا کی قسم! تم ہرگز ہمارے کسی آدمی کو قتل نہیں کرسکو گے اور نہ تم میں یہ طاقت ہے کہ ایسا کرو۔ اور اگر وہ تمہارے قبیلہ میں سے ہوتا تو تم ایسی بات نہ کہتے۔‘‘ اس پر اسید بن حضیر رئیس اوس جو سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی تھے اٹھے اور سعد بن عبادہ سے کہنے لگے کہ ’’سعد بن معاذ جھوٹا نہیں ہے بلکہ تم جھوٹے ہو اور تم منافق ہو کہ منافقوں کی طرف سے ہو کر لڑتے ہو۔‘‘ ان باتوں سے اوس وخزرج کے بعض لوگوں کو جوش آگیا اور قریب تھا کہ لڑائی ہوجاتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ابھی تک منبر پر ہی تشریف رکھتے تھے سمجھا بجھا کر سب کو ٹھنڈا کیا اور پھر آپ منبر سے اتر کر گھر تشریف لے گئے۔ اور میرا بدستور وہی حال تھا کہ آنسو تھمنے میں نہ آتے تھے اور نیند حرام ہورہی تھی اور برابر دو رات اور ایک دن میرا یہی حال رہا۔ اور میں سمجھتی تھی کہ میرا جگر پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا۔

اسی حالت میں مَیں اپنے والدین کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی تھی کہ ایک انصاری عورت اجازت لے کر اندر آئی اور میرے پاس بیٹھ کر ہمدردی کے طریق پر وہ بھی رونے لگ گئی۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس آکر بیٹھ گئے اور یہ پہلا دن تھا کہ آپ اس اتہام کے بعد میرے پاس بیٹھے تھے اور ایک مہینہ ہوگیا تھا کہ میرے متعلق خدائی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے ہوئے کلمہ تشہد پڑھا اور خدا کو یاد کیا پھر مجھے مخاطب ہوکر فرمانے لگے عائشہ! مجھے تمہارے متعلق اس قسم کی باتیں پہنچی ہیں۔ اگر تو تم بے گناہ ہو تو مجھے امید ہے کہ خدا ضرور تمہاری بریت ظاہر فرمائے گا اور اگر تم سے کوئی لغزش ہوگئی ہے تو تمہیں چاہئے کہ خدا سے مغفرت مانگو اور اس کی طرف جھکو کیونکہ جب بندہ خدا کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوا جھک جاتا ہے تو خدا اس کی توبہ کو قبول کرتا اور اس پر رحم فرماتا ہے۔ جب رسول اللہ نے یہ تقریر فرمائی تو میں نے دیکھا کہ میرے آنسو بالکل خشک ہوگئے اور ان کا نام ونشان تک نہ رہا۔ اس وقت میں نے اپنے والد اور والدہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ سے اس بات کا جواب عرض کریں۔ انہوں نے کہا ’’خدا کی قسم ہمیں تو کچھ نہیں سوجھتا کہ ہم کیا جواب دیں۔‘‘ اس وقت میں ایک کم عمر لڑکی تھی اور مجھے قرآن بھی زیادہ نہیں آتا تھا مگر والدین کی طرف سے مایوس ہوکر میں نے خود آپؐ سے عرض کیا کہ ’’خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ آپ لوگوں کو وہ باتیں پہنچی ہیں جو بعض لوگ میرے متعلق کررہے ہیں اور آپ کے دل پر ان باتوں کا اثر ہے۔ پس اگر میں یہ کہوں کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ میری بات میں شک کریں گے۔ اور اگر میں اپنے آپ کو اس معاملہ میں گناہ گار مان لوں حالانکہ میرا خدا جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ مجھے سچا جانیں گے۔ خدا کی قسم مجھے تو اپنا معاملہ یوسف کے باپ کا سا نظر آتا ہے جس نے یہ کہا تھا کہ صَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ’’پس میرے لئے بھی صبر ہی بہتر ہے اور میں صرف خدا ہی کی مدد چاہتی ہوں ان باتوں کے متعلق جو یہ لوگ کررہے ہیں۔‘‘ یہ کہہ کر میں اپنی جگہ پر دوسری طرف منہ کرکے لیٹ گئی اور اس وقت میرے دل میں یہ یقین تھا کہ میں چونکہ بے گناہ ہوں اللہ تعالیٰ ضرور جلد میری بریت ظاہر فرمائے گا۔ مگر مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ میری بریت میں کوئی قرآنی وحی نازل ہوگی اور خداتعالیٰ اپنے صریح کلام میں میرے بے گناہ ہونے کو ظاہر فرمائے گا بلکہ میں سمجھتی تھی کہ شائد اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی رؤیا وغیرہ دکھائی جاوے مگر خدا کی قسم آپ ابھی اس مجلس سے اٹھنے نہیں پائے تھے اور نہ گھر کا کوئی اور شخص اٹھ کر باہر گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ حالت طاری ہوگئی جو وحی کے وقت ہوا کرتی تھی اور باوجود سردی کے آپ کے چہرہ سے پسینہ کے قطرے ٹپکنے لگ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ حالت جاتی رہی اور آپؐ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور فرمایا عائشہ! خدا نے تمہاری بریت ظاہر فرمادی ہے۔ جس پر میری ماں بے اختیار ہوکر بولیں عائشہ! اٹھو! اور رسول اللہ کا شکریہ ادا کرو۔‘‘ (میرا دل چونکہ اس وقت خدا کے شکر سے لبریز تھا) میں نے کہا میں کیوں آپ کا شکریہ ادا کروں میں تو صرف اپنے رب کی شکرگزار ہوں جس نے میری بریت ظاہر فرمائی ہے۔ اس وقت سورۃ نور کی وہ دس آیات نازل ہوئی تھیں جو اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ سے شروع ہوتی ہیں۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 562 تا 566، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1444) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ جب بڑی سخت طاعون پڑی تھی تو حضورؑ نے حکم دیا تھا کہ لوگ صدقہ کریں ۔ چنانچہ لوگوں نے صدقے کئے اور حضور علیہ السلام نے بھی کئی جانور صدقہ کئے تھے۔ گوشت اس قدر ہوگیا تھا کہ کوئی کھانے والا نہیں ملتا تھا۔

انہی دنوں میں ماسٹر محمد دین صاحب جو آج کل ہیڈ ماسٹر ہیں ان کو طاعون ہوگئی تھی۔ ان کے واسطے حضور علیہ السلام نے کیمپ لگوادیا تھا۔ تیارداری کے واسطے ڈاکٹر گوہر دین صاحب کو مقرر فرمایا تھا اور گھر میں ہم سب کو حکم دیا تھا کہ ’’دعا کرو، خدا ان کو صحت دیوے۔ چنانچہ ان کو صحت ہوگئی تھی۔‘‘

(1445) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اصغری بیگم صاحبہ بنت اکبر خان صاحب مرحوم دربان زوجہ مدد خان صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’ایک دن میں اکیلی بیٹھی تھی۔ بادل گھرا ہوا تھا اور ترشح ہو رہا تھا۔ حضورؑ نے پوچھا کہ ’’تمہارا بچہ کہاں ہے؟‘‘ میں نے عرض کی کہ حضور خادمہ اپنے گھر لے گئی ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’اور تو نے اس کو گھر لے جانے کی اجازت کیوں دی؟ یہ لوگ گھر جا کر خود اپنے کاموں میں لگ جاتے ہیں اور بچوں کو زمین پر چھوڑ دیتے ہیں وہ بارش میں بھیگ رہا ہوگا۔‘‘ حضور علیہ السلام نے ایک اور خادمہ سے فرمایا کہ ’’جلدی جا کر اس کے بچہ کو لے آ۔‘‘ چنانچہ جب وہ عورت گئی تو دیکھا کہ وہ خود چکی پیس رہی تھی اور بچہ کو باہر زمین پر بارش میں بٹھایا ہوا تھا۔ وہ خادمہ بھیگتے ہوئے بچہ کو اٹھالائی تو ہم لوگ حیران ہوئے کہ جس طرح حضورؑ نے فرمایا تھا کہ بچہ بارش میں بھیگ رہا ہوگا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

(1446) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ حضرت اُم ناصر صاحبہ حرم اوّل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ وبنت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ومغفور نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضور علیہ السلام مجھ پر نہایت مہربانی اور شفقت فرمایا کرتے تھے۔ مجھے جس چیز کی ضرورت ہوتی حضورؑ سے عرض کرتی حضورؑ اس کو مہیا کر دیتے اور کبھی انکار نہ کرتے۔

میرا اور سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ کا روزمرہ کا معمول تھا کہ عصر کے بعد ایک دن مَیں اور ایک دن مبارکہ بیگم حضورؑ کے پاس جاتے اور کہتے کہ حضورؑ بھوک لگی ہے۔ حضورؑ کے سرہانے دو لکڑی کے بکس ہوتے تھے۔ حضورؑ چابی دے دیتے۔ مٹھائی یا بسکٹ جو اس میں ہوتے تھے جس قدر ضرورت ہوتی ہم نکال لیتے، ہم کھانے والی دونوں ہوتیں تھیں مگر ہم تین یا چار یا چھ کے اندازہ کا نکال لیتیں اور حضورؑ کو دکھا دیتیں تو حضور علیہ السلام نے کبھی نہیں کہا کہ زیادہ ہے اتنا کیا کروگی۔

(1447) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جو الہام ہے کہ ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔‘‘ اس کی ایک قرأت یہ بھی ہے کہ ’’دنیا میں ایک نبی آیا‘‘ (یعنی بجائے ’’نذیر‘‘ نبی کا لفظ الہام میں ہے)

(1448) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے سوال کیا کہ جبکہ اعمال محدود ہیں تو نجات ابدی کیونکر ہے؟ فرمایا کہ موت بندہ کے اپنے اختیار کی چیز نہیں ہے اگر وہ ہمیشہ زندہ رہتا تو اعمال کرتا رہتا لیکن خدا نے اس کو موت دے دی۔ یہ اختیار سے باہر ہے لہٰذا نجات ابدی ہے۔‘‘

(1449) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’نبی جب مجلس میں بیٹھتا ہے تو گویا دکانِ عطّاری کھولتا ہے ہر ایک کو (یعنی روحانی مریضوں کو) مناسب حال نسخہ جات بتاتا ہے۔‘‘

(1450) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ اہلیہ صاحبہ مولوی فضل الدین صاحب زمیندار کھاریاں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ ’’طاعون کم سردی میں شروع ہوتی ہے اور جب طاعون کے آثار دیکھنا تو باہر چلی جانا۔‘‘ میں نے عرض کی کہ حضور علیہ السلام میرے پاس باہر رہنے کا سامان نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’موٹے موٹے گدیلے بنا کر چلی جانا۔‘‘ جب طاعون شروع ہوگئی تو میں ڈرتی تھی کہ حضورؑ نے فرمایا تھا کہ ’’باہر چلے جائیں‘‘ لیکن میرے خاوند نے کہا کہ چونکہ ہمارے باہر جانے سے مسجد ویران ہو جائے گی اس لئے ہم نہیں جاتے ۔ تو خدا تعالیٰ نے حضرت صاحب کی معرفت میرے خاوند کو کچھ بتلا دیا اس لئے ہم باہر نہ گئے۔

(1451) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اہلیہ صاحبہ مولوی فضل الدین صاحب زمیندار کھاریاں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت نانی جان صاحبہؓ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے اور حضرت نانا جان صاحبؓ کے لئے حضور علیہ السلام سے دعا کرایا کرتی تھیں نیز مولوی محمد علی صاحب جواَب پیغامی ہیں ان کی بیوی جن کا نام ’’فاطمہ‘‘ تھا اپنے اور اپنی بیٹی رقیہ کے لئے دعا کرایا کرتی تھی۔

مولوی فضل الدین صاحب بھی دعا کرایا کرتے تھے جو میرے شوہر ہیں ۔ جب وہ حضرت صاحب سے خاص محبت میں رخصت مانگا کرتے تھے تو حضورؑ اجازت نہ دیا کرتے تھے ایک بار جس دن ہم نے جانا تھا تو حضور علیہ السلام کو ایک الہام ہوا جو کہ خطرناک تھا۔ حضورؑ نے مجھے رقعہ لکھ کر دیا کہ مولوی صاحب کو دے آؤ۔ میں نے رقعہ پہنچا دیا اور مولوی صاحب سے کہا کہ مجھے بھی ایک رقعہ لکھ دو میں نے حضورؑ کو دعا کے لئے دینا ہے۔ انہوں نے لکھ دیا۔ میں لے کر چلی گئی اور پوچھا۔ حضور اس رقعہ کو الماری میں لگا دوں؟ حضورؑ نے فرمایا۔ ’’ہاں! وہاں پر میرا بہت کام رہتا ہے۔‘‘ اور میں حکم کی تعمیل کر کے چلی گئی۔

(1452) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حضرت ام ناصر صاحبہ حرم اول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وبنت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ومغفور نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھے جب پہلا بچہ نصیر احمد پیدا ہونے والا تھا میری طبیعت خراب تھی۔ مجھے دورہ ہوگیا۔ میں اس وقت بیت الدعا میں تھی۔ خادمہ مجھے دبا رہی تھی ۔ حضور علیہ السلام بار بار دریافت فرماتے تھے کہ ’’کیا حال ہے؟‘‘ حضورؑ نے مجھے دوا بھی بھیجی تھی۔ حضرت خلیفہ ثانی اس وقت گھر میں نہیں تھے ۔ جب آئے تو حضورؑ نے فرمایا کہ ’’محمود تم کو معلوم نہیں کہ محمودہ بیمار ہے؟ جاؤ دیکھو اور مولوی صاحب (حکیم الامت) کو بلا کر علاج کراؤ‘‘ حضرت میاں صاحب پہلے میرے پاس آئے، حال پوچھا اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو بلا کر علاج کرایا۔‘‘

(1453) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حضرت اُم ناصر صاحبہ حرم اوّل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وبنت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب بڑا زلزلہ آیا صبح کا وقت تھا۔ یکا یک شور وغل کی آوازیں آئیں اور جھٹکے شروع ہوگئے۔ ہم اس وقت گھر میں وہ کمرہ جو کوئیں کے اوپر تھا اور اب گرا دیا گیا ہوا ہے، اس میں تھے ۔ نوکریں باہر سے دروازہ کھٹکھٹاتیں کہ دروازہ کھول کر باہر نکلو۔ حضرت خلیفہ الثانی رضی اللہ تعالیٰ چارپائی پر چڑھ کر دروازہ کھولنے کی کوشش فرماتے مگر جھٹکوں کے باعث کھول نہیں سکتے تھے ۔ کنڈی کُنڈے سے کچھ ہی پیچھے ہٹاتے تھے کہ زلزلہ کے جھٹکے سے ہاتھ چھوٹ جاتا اور حلقہ پیچھے ہٹ جاتا۔ کئی بار ایسا ہوا۔ بمشکل کنڈی کھولی۔ سردی بھی لگ رہی تھی۔ میں نے پردہ کے واسطے چادر اٹھانی چاہی مگر میاں صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے جلدی سے باہر کھینچ لیا۔ وہاں آنگن کی کنڈی بند تھی اسے بمشکل کھولا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سب خدا کے حضور سجدہ میں گرے پڑے تھے۔ میں نے چونکہ نماز نہیں پڑھنی تھی میں کھڑی رہی ۔ حضرت میاں صاحب نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر سجدہ میں گرا دیا۔

(1454) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ومغفور نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال لاہور میں ہوا ہے تو ڈاکٹر صاحب خلیفہ رشید الدین صاحب ایک سال کی رخصت پر قادیان آئے ہوئے تھے۔ آپ نے بہت خواہش کی کہ حضورؑ ان کو بھی اپنے ہمرکاب لاہور جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جاوے۔ مگر حضورؑ نے فرمایا کہ ’’تم یہاں گھر کی حفاظت کرو۔ بابو شاہ دین صاحب بیمار تھے ان کا علاج معالجہ بھی کرتے رہو۔ اور کہ اپنے آدمی کا پیچھے گھر میں ہونا ضروری ہے ۔ روزانہ خبر بھیجتے رہا کرو۔‘‘ اور اپنے حجرہ میں ڈاکٹر صاحب کو اور مجھے رہنے کا حکم فرمایا۔ میری والدہ اور بھاوجہ اس جگہ تھے جہاں اب ام ناصر احمد سلمہ ہیں ۔ جب حضورؑ کو لاہور میں تکلیف تھی اور جب تک حضورؑ کے وصال کی خبر وصال کے دن عصر کے وقت تک نہ آئی تھی۔ مجھے اور ڈاکٹر صاحب کو ایسی پریشانی تھی کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ دل بیٹھا جاتا تھا اور دماغ چکر اتا تھا۔ کسی پہلو قرار نہ تھا۔ جب خبر پہنچی تو حالت دگرگوں ہوگئی اور معلوم ہوا کہ پہلا قلق اس ناشدنی خبر کا پیش خیمہ تھا۔ (سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ نے میرے لئے میری امت کے ان وسوسوں کو جو ان کے سینے میں پیدا ہوں نظر انداز کر دیا ہے، جب تک کہ کوئی ان پر عمل یا ان کا اظہار نہ کرے۔ (صحیح بخاری، جلد 4، کتاب العتق مطبوعہ 2008 قادیان)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ایسے رشتہ دار ہیں کہ اگر میں ان سے صِلہ رحمی کروں اور بنا کر رکھوں تو وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں ۔ اگر حُسنِ سلوک کروں تو بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور اگر میں انکے حق میں بُردباری سے کام لوں تو وہ میرے خلاف جہالت یعنی اشتعال انگیزی کا رویّہ اختیار کرتے ہیں ۔ آپؐ نے یہ سُن کر فرمایا جیسا تُو نے کہا ہے اگر تُو ایسا ہی ہے تو تُو انکے مُنہ میں مَٹّی ڈالتا ہے، یعنی تیرا ہاتھ اُوپر ہے تیرا احسان اُن پر ہے اور جب تک تو اس حالت میں ہے اُنکے خلاف اللہ تعالیٰ تیری مدد کرتا رہے گا۔

نوٹ: 25/اپریل کے گزشتہ شمارہ میں یہ حدیث سہواً مکمل شائع نہیں ہوئی تھی، اس شمارہ میں مکمل شائع کی جارہی ہے۔ (مسلم کتاب البرّ والصّلۃ باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتہا)

طالبِ دُعا : خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وعظ کہنے والا اپنے اندر ایک خاص قسم کی اصلاح کا موقع پالیتا ہے کیونکہ لوگوں کے سامنے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کم از کم اپنے عمل سے بھی ان باتوں کو کر کے دکھاوے جو وہ کہتا ہے

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 505، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اردل (بہار)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کے متعلق فرمایا : انکے زخموں سمیت ہی کفن دے دو کیونکہ میں ان پر گواہ ہوں اور کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں زخمی کیا جائے مگر وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا خون بہ رہا ہوگا اور اس کا رنگ زعفران کا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی ہوگی

جنگ احد کے شہداء کا مقام و مرتبہ اور ان کی قربانیوں اور شوقِ شہادت کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 16 فروری 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہداء کو دفن کرنے کیلئے تشریف لائے تو آپ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہداء کو دفن کرنے کے لیے تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا: ان کو ان کے زخموں سمیت ہی کفن دے دو کیونکہ میں ان پر گواہ ہوں اور کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں زخمی کیا جائے مگر وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا خون بہ رہا ہوگا اور اس کا رنگ زعفران کا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی ہوگی۔

سوال: حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور حضرت عمرو بن جموح کو ایک ہی قبر میں کیوں دفن کیا گیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عَمروؓ اُحد کے روز سب سے پہلے شہید ہوئے۔ ان کی تدفین کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن عَمرو اور عمرو بن جَمُوح کو ایک ہی قبر میں دفن کرو کیونکہ ان کے درمیان اخلاص اور محبت تھی۔

سوال: کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے شہداء کی نماز جنازہ پڑھائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں کہ متواتر روایات سے یہ بات پختہ طور پر معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے شہداء کا جنازہ نہیں پڑھا اور جن روایات میں ذکر آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شہداء کا جنازہ پڑھا اور حضرت حمزہؓ پر ستّر تکبیرات کہی تھیں یہ بات درست نہیں ہے اور جہاں تک حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت کا تعلق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال کے بعد ان شہداء کا جنازہ پڑھا تھا تو اس روایت میں اس بات کا ذکر ہوا ہے کہ یہ آٹھ سال بعد کا واقعہ ہے۔

سوال: حضرت شَمَّاس بن عُثمانؓ کی شہادت کس طرح ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت شماس بن عثمانؓ غزوۂ بدر اور اُحد میں شامل ہوئے۔ آپؓ غزوہ اُحد میں بہت جانفشانی سے لڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شماس بن عثمان کو ڈھال کی مانند پایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں یا بائیں جس طرف بھی نظر اٹھاتے شماس کو وہیں پاتے جو جنگِ اُحد میں اپنی تلوار سے مدافعت کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی جب آپؐ پر حملہ ہوا اور پتھر آ کے لگا۔ حضرت شماسؓ نے اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھال بنالیا تھا یہاں تک کہ آپؓ شدید زخمی ہو گئے اور آپ یعنی حضرت شماسؓ کو اسی حالت میں مدینہ اٹھا کر لایا گیا۔ آپؓ میں ابھی کچھ جان باقی تھی۔ ان کو حضرت عائشہؓ کے ہاں لے جایا گیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ کیا میرے چچازاد بھائی کو میرے سوا کسی اَور کے ہاں لے جایا جائے گا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں حضرت ام سلمہؓ کے پاس اٹھا کر لے جاؤ۔ پس آپ کو وہیں لے جایا گیا اور آپ نے انہی کے گھر وفات پائی۔ آپ اُحد سے زخمی ہو کے آئے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت شماسؓ کو مقام اُحد میں لے جا کر انہی کپڑوں میں دفن کیا گیا۔ دو دن بعد مدینہ میں وفات ہوگئی لیکن دفن ان کو اُحد میں جا کے کیا گیا۔ جب جنگ کے بعد آپؓ کو زخمی حالت میں اٹھا کر مدینہ لایا گیا تو وہاں ایک دن اور ایک رات تک زندہ رہے تھے اور اس دوران کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ انتہائی کمزوری کی حالت تھی بلکہ بیہوشی کی حالت تھی۔ حضرت شماسؓ کی وفات چونتیس سال کی عمر میں ہوئی تھی۔

سوال: حضرت نعمان بن مالکؓ کی شہادت کس طرح ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت نعمان بن مالکؓ غزوۂ بدر و اُحد میں شریک ہوئے اور غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔ انہیں صفوان بن امیہؓ نے شہید کیا تھا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت نعمان بن مالکؓ کو اَبان بن سعید نے شہید کیا تھا۔ حضرت نعمان بن مالکؓ، حضرت مُجَذَّر بن زیادؓ اور حضرت عبادہ بن حَسْحَاسؓ کو غزوۂ اُحد کے موقع پر ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔

سوال: صحابہؓ کا اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے کا کیا انداز ہوتا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مطلب بن عبد اللہ بن حنطبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز اُحد کی جانب روانہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں مدینہ کے قریب ایک جگہ شیخین کے پاس رات قیام کیا جہاں حضرت ام سلمہؓ ایک بھنی ہوئی دستی لائیں جس میں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا اسی طرح نبیذ لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ بھی پی۔ یہ بھی ایک قسم کا کھانا ہے جو ہریرے کی طرح پتلا ہوتا ہے۔ پھر ایک شخص نے وہ نبیذ والا پیالہ لے لیا اور اس میں سے کچھ پیا۔ پھر وہ پیالہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے لے لیا اور اس کو ختم کر دیا۔ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے کہا کہ کچھ مجھے بھی دے دو۔ تمہیں معلوم ہے کہ کل صبح تم کہاں جاؤ گے؟ یعنی جنگ ہونی ہے کیا پتہ کس نے شہید ہونا ہے کس نے زندہ رہنا ہے۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے کہا کہ ہاں مجھے معلوم ہے مجھے اپنی شہادت کا یقین ہے۔ پھر کہنے لگے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملنا کہ میں سیراب ہوں یعنی اچھی طرح کھایا پیا ہو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اسے پیاسا ہونے کی حالت میں ملوں۔

......☆......☆......

● مَیں نے آج تک ایسی معقول گفتگو اور ایسی مدلل تقریر کسی مسلمان کے منہ سے نہیں سنی، معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا خلیفہ بہت بڑا اسکالر ہے اور مذاہب عالم پر اس کی نظر بڑی گہری ہے۔ ● جہاں کہیں مسلم قوم کی بہتری اور بہبودی کا معاملہ درپیش ہوتا آپ کی قابل عمل تجاویز ہمارا حوصلہ بڑھانے کا موجب بنتیں۔ ایسے مواقع پر آپ کا رؤاں رؤاں قومی درد سے تڑپ اٹھتا تھا۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی عظیم شخصیت کے متعلق غیروں کی آراء

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 23 فروری 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: 20 فروری 1886ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کون سی پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: 20 رفروری 1886ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مختلف صفات کے حامل بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کب پیدائش ہوئی؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش 12 رجنوری 1889ء کو ہوئی۔

سوال: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مسلم قوم کی بہتری اور بہبودی کیلئے کیا عمل بجالاتے تھے؟

جواب: مولانا غلام رسول مہر، ایڈیٹر انقلاب فرماتے ہیں: جہاں کہیں مسلم قوم کی بہتری اور بہبودی کا معاملہ درپیش ہوتا آپ کی قابل عمل تجاویز ہمارا حوصلہ بڑھانے کا موجب بنتیں۔ ایسے مواقع پر آپ کا رؤاں رؤاں قومی درد سے تڑپ اٹھتا تھا۔ فرقہ بازی کا تعصّب میں نے اس وجود میں نام کو نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب بلا کے ذہین تھے...... ہم یاس و افسردگی کی تصویر بنے ان سے ملاقات کے لیے جاتے اور جب باہر آتے تو یوں معلوم ہوتا کہ ناامیدی کے بادل چھٹ گئے ہیں اور مقصد میں کامیابی سامنے نظر آ رہی ہے۔ وزنی دلیل دیتے اور قابل عمل بات کرتے اور پھر اسی پر بس نہیں ہر نوع کی قربانی اور تعاون کی پیشکش بھی ساتھ ہوتی جس سے ہم میں جرأت اور حوصلہ کے جذبات پیدا ہوتے۔

سوال: سیاست میں اپنی جماعتوں کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو چلانے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اخبار سیاست لاہور لکھتا ہے کہ سیاست میں اپنی جماعتوں کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو چلانے میں آپ نے جس اصول عمل کی ابتدا کر کے اس کو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے وہ بھی ہر منصف مزاج مسلمان اور حق شناس انسان سے خراج تحسین وصول کر کے رہتا ہے۔

سوال: ایک امریکی پادری نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بابت کیا فرمایا؟

جواب: ایک امریکی پادری نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: مَیں نے آج تک ایسی معقول گفتگو اور ایسی مدلل تقریر کسی مسلمان کے منہ سے نہیں سنی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا خلیفہ بہت بڑا اسکالر ہے اور مذاہب عالم پر اس کی نظر بڑی گہری ہے۔

سوال: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو انسانیت کیلئے کس قدر درد تھا؟

جواب: مولانا غلام رسول صاحب مہر فرماتے ہیں: ایک دفعہ مجھے راتوں رات قادیان جا کر حضرت صاحب سے مشورہ کرنا پڑا۔ وہ سفر اب بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ انسانیت کے لیے اس شخص کے دل میں بڑا درد تھا۔ یعنی حضرت مصلح موعودؓ کے دل میں بڑا درد تھا۔ اور جہاں کہیں مسلم قوم کی بہتری اور بہبودی کا معاملہ درپیش ہوتا آپ کی قابل عمل تجاویز ہمارا حوصلہ بڑھانے کا موجب بنتیں۔ ایسے مواقع پر آپ کا رؤاں رؤاں قومی درد سے تڑپ اٹھتا تھا۔ فرقہ بازی کا تعصّب میں نے اس وجود میں نام کو نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب بلا کے ذہین تھے۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ کی تقاریر کی کیا تاثیر ہوا کرتی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک مرتبہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال صاحب نے حضرت مصلح موعود کی تقریر سنی تو آپ نے فرمایا: ایسی پُراز معلومات تقریر بہت عرصے کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے۔ خاص کر جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ تو نہایت ہی عمدہ ہے۔ میں اپنی تقریر کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا تا مجھے اس تقریر سے جو لذت حاصل ہو رہی ہے وہ

زائل نہ ہو جائے۔

سوال: مسلمانوں کا درد رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے شدھی کے خلاف کیا تحریک جاری فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں کا درد رکھتے ہوئے آپؓ نے 1923ء میں تاریخ شدھی کے خلاف جہاد کا آغاز فرمایا۔ آپ نے یکے بعد دیگرے آنریری مبلغین کے وفود ملکانہ کے علاقے کی جانب روانہ کیے۔ اخبار مشرق گورکھ پور نے 29/مارچ 1923ء کی اشاعت میں لکھا کہ جماعت احمدیہ کے امام و پیشوا کی لگاتار تقریروں اور تحریروں کا اثر ان کے تابعین پر بہت گہرا پڑا ہے اور اس جہاد میں اس وقت سب کے آگے یہی فرقہ نظر آتا ہے اور باوجود اس بات کے احمدی فرقہ کے نزدیک اس گروہ نو مسلم کی تائید کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اس فرقہ سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا مگر اسلام کا نام لگا ہوا تھا اس لئے اس کی شرم سے امام جماعت احمدیہ کو جوش پیدا ہو گیا اور آپ کی بعض تقریریں دیکھ کر دل پر بہت ہیبت طاری ہوتی ہے کہ ابھی خدا کے نام پر جان دینے والے موجود ہیں اور اگر ہمارے علماء کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ احمدیہ جماعت اپنے عقائد کی تعلیم دے گی تو وہ متفقہ جماعت میں ......ایسا خلوص پیدا کر کے آگے بڑھیں کہ ستو کھائیں اور چنے چبائیں اور اسلام کو بچائیں جماعت احمدیہ کے ارکان میں ہم یہ خلوص بیشتر دیکھتے ہیں دیانت، ایفاءِ عہد، اپنے امام کی اطاعت۔ پس یہ جماعت فرد ہے۔ جناب مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی عالی حوصلگی اور ایثار کی تعریف کے ساتھ مسلمانوں کو ایسے ایثار کی غیرت دلاتے ہیں دیانت اور امانت جو مسلمانوں کی امتیازی صفتیں تھیں آج وہ ان میں نمایاں ہیں۔ جماعت احمدیہ کی فیاضی اور ایثار کے ساتھ ان کی دیانت اور آمد و خرچ کے ابواب کی درستگی اور باقاعدگی سب سے زیادہ قابل ستائش ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود آمدن کی کمی کے یہ لوگ بڑے بڑے کام کر رہے ہیں۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ کا سخت مخالفت کی آندھیوں میں کیا ردعمل رہتا تھا؟

جواب: مولانا غلام رسول صاحب مہر بیان کرتے ہیں: سخت مخالفت کی آندھیوں کے باوجود مَیں نے مرزا صاحب کو کبھی افسردہ اور سرد مہر نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب کے دل کی شمع ہمیشہ روشن رہی۔

سوال: جناب لالہ کنور سَین صاحب سابق چیف جج کشمیر نے جب حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر ''عربی زبان کا مقام اَلْسِنَہ عالَم'' سنی تو آپ نے کیا اظہار فرمایا؟

جواب: لالہ کنور سَین صاحب سابق چیف جج کشمیر کہتے ہیں جب مَیں لیکچر سننے کے لیے آیا تو اس وقت مَیں نے خیال کیا کہ مضمون اس رنگ میں بیان کیا جائے گا جس طرح پرانی طرز کے لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہنے لگے مشہور ہے کہ کسی عرب سے ایک دفعہ زبانِ عربی کی فضیلت کی وجہ دریافت کی گئی تو اس نے کہا اس کی فضیلت کی تین وجہ ہیں۔ پہلی یہ کہ مَیں عرب کا رہنے والا ہوں۔ یہ عربی کی فضیلت ہے۔ دوسری یہ کہ قرآنِ مجید کی زبان ہے۔ چلو یہ ماننے والی بات ہے۔ تیسرے اس لیے کہ جنت میں بھی عربی بولی جائے گی۔ کہتے ہیں کہ مَیں سمجھتا تھا کہ شاید اس قسم کی باتیں زبانِ عربی کی فضیلت میں پیش کی جائیں گی مگر جو لیکچر دیا گیا وہ نہایت ہی عالمانہ اور فلسفیانہ شان اپنے اندر رکھتا ہے۔ مَیں جناب مرزا صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ مَیں نے ان کے لیکچر کے ایک ایک حرف کو پوری توجہ اور کامل غور کے ساتھ سنا ہے اور مَیں نے اس سے بہت ہی حظ اٹھایا اور فائدہ حاصل کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس لیکچر کا اثر مدتوں میرے دل پر قائم رہے گا۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وصال پر مولانا عبدالماجد صاحب نے اپنے اخبار صدق جدید لکھنؤ میں کیا لکھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وصال پر مولانا عبدالماجد صاحب نے اپنے اخبار صدق جدید لکھنؤ کی 18/نومبر 1965ء کی اشاعت میں لکھا کہ دوسرے عقیدے ان کے جیسے بھی ہوں، قرآن و علومِ قرآنی کی عالمگیر اشاعت اور اس کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا صلہ اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائے۔ یہ خود مفسر قرآن ہیں اور یہ بات مصلح موعودؓ کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں۔ اور ان خدمات کے طفیل میں ان کے ساتھ عام معاملہ درگذر کا فرمائے۔ خیر آگے لکھتے ہیں کہ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح و تبیین اور ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

حدیث میں آیا ہے کہ جب انسان بار بار رورو کر اللہ سے بخشش چاہتا ہے تو آخر کار خدا کہہ دیتا ہے کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ اب تیرا جو جی چاہے سو کر۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل کو بدلا دیا اور اب گناہ اُسے بالطبع بُرا معلوم ہوگا۔ (روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 4، مطبوعہ قادیان 2018)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اسلام نے نظروں کو نیچا رکھنے کا حکم مرد اور عورت دونوں کو دیا ہے اور یہ دیکر حیا کے اس معیار کو قائم فرمایا ہے جس سے کسی برائی کا امکان ہی نہ رہے۔ (خطاب 25/دسمبر 2022ء بمقام ایوان مسرور یوکے)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم فروری 2024ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرم مرزا سلیم احمد صاحب (سٹن، یو.کے)

23 جنوری 2024ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے اور مکرم صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب اور مکرمہ صاحبزادی امۃ السلام بیگم صاحبہ کے بیٹے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے نسبتی بھائی تھے۔ مرحوم نے لمبا عرصہ پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائن میں کام کیا۔ انہیں کنگ آف مورا کو نے مورا کو ایئر لائن میں بہترین کارکردگی پر ایک ایوارڈ بھی دیا تھا۔ آپ ایک ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ کی شادی ایک اٹالین احمدی خاتون مکرمہ Anna Calio Mirza صاحبہ سے ہوئی۔ جنہوں نے بتایا کہ پوری زندگی انہوں نے مجھے ملک اور کلچر مختلف ہونے کا احساس نہیں ہونے دیا اور آپ ایک نفیس انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مرزا جاوید احمد صاحب گذشتہ کئی سال سے مسجد بیت الفتوح (یوکے) کی لائبریری میں کام کر رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم حکیم محمود احمد طالب صاحب (سابق کارکن فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ) ابن مکرم حافظ محمد یوسف صاحب (سابق انسپکٹر تحریک جدید ربوہ)

2 جنوری 2024ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے حلقہ بیوت الحمد میں سیکرٹری وقف جدید، سیکرٹری وصایا اور زعیم انصار اللہ کے علاوہ امام الصلوٰۃ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، سادہ مزاج، عاجز، متوکل علی اللہ، خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

(2) مکرم ملک ظفر نذیر احمد صاحب ابن مکرم میجر جنرل نذیر احمد صاحب (کینیڈا)

9 جنوری 2024ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے داماد اور مکرم میجر جنرل نذیر احمد صاحب اور مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ (آف لاہور) کے بیٹے تھے۔ آپ لمبا عرصہ PIA میں کام کرتے رہے۔ آپ پہلے بلجیم میں رہے اور اب کینیڈا میں مقیم تھے۔ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے۔ بیماری کا عرصہ بھی صبر و شکر سے گزارا۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، جماعت کی خدمت کرنے والے، ہمدرد، مخلص نیک اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ تبلیغ کے کاموں میں بہت فعال تھے اور مختلف پروگراموں میں حصہ لے کر لوگوں کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچاتے تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(3) مکرمہ مریم صدیقہ شاکر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد لطیف شاکر صاحب (وانڈز ورتھ، یوکے)

19 دسمبر 2023ء کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ 1963ء میں اپنے شوہر کے ہمراہ ربوہ سے برطانیہ آئیں اور یہاں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مسجد فضل کی ضیافت ٹیم کی اوّلین خدمت گزاروں میں سے تھیں۔ اسکے علاوہ لجنہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کا موقع ملا۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، اچھے اخلاق کی مالک، غریب پرور، مہمان نواز، ملنسار، نیک، متقی اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم مباہل شاکر صاحب (واقف زندگی شعبہ ایم ٹی اے نیوز) کی دادی تھیں۔

(4) مکرمہ بشریٰ ساجدہ احمد سیال صاحبہ اہلیہ مکرم منیر احمد سیال صاحب (جرمنی)

یکم دسمبر 2023ء کو 62 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ تقریباً 41 سال سے فرینکفرٹ میں مقیم تھیں۔ جب پاکستان سے جرمنی آئیں تو آپ نے بے شمار احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ والہانہ تعلق تھا اور اپنے بچوں کی تربیت بھی جماعتی روایات کے مطابق کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی اجلاسات میں شرکت کرنے والی ایک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ واقفین زندگی، مربیان اور عہدیداران کا بہت احترام کرتی تھیں۔ نائیجیریا میں اپنے مرحوم بیٹے کی طرف سے ایک مسجد اور ایک سکول تعمیر کروانے کی بھی توفیق پائی۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

• یہ دنیا دارالبلاء ہے تم اس کو امتحان کے کمرے سے تشبیہ دے سکتے ہو
اور اگر تم محنت کرو گے تو آپ اچھے نمبر حاصل کر سکتے ہو، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ آپ کو grace marks دے کر بخش دیتا ہے

• روزانہ پانچ نمازیں ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی نمازوں میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین مسلمان بنائے
تا کہ آپ اللہ کے زیادہ نزدیک ہو جائیں آپ روزانہ قرآن کریم پڑھیں اور اس کا ترجمہ سیکھنے کی کوشش کریں تا کہ آپ کو علم ہو کہ قرآن میں کیا لکھا ہے

• پھر آپ ایسے ہوں کہ والدین سے حسن سلوک کرنے والے ہوں
بہن بھائیوں سے عمدہ سلوک کرنے والے ہوں سکول میں اساتذہ کی عزت کرنے والے ہوں
آپ ایسے ہوں جو اپنے ساتھی طلبہ سے اچھا برتاؤ رکھنے والے ہوں پھر آپ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیں گے

• آپ کو دعا کرنی چاہیے کہ آپ کو آپ کے بہن بھائیوں کی طرف سے بھلائی ہی پہنچے
اور نہ تو آپ ان کو ناخوش کرنے والی کوئی بات کریں اور نہ ہی ان سے کوئی ایسی بات سرزد ہو

• اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو اپنی حقیقی صورت میں برقرار ہے۔ سابقہ انبیاء کی کتب میں سے کوئی ایسی نہیں جو اپنی اصلی حالت میں موجود ہو، صرف قرآن کریم اصل صورت میں موجود ہے۔ ہمارے مخالف بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اگرچہ اس میں تبدیلی کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ Dallas امریکہ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ Dallas امریکہ کی (آن لائن) ملاقات

ایک احمدی مسلمان لڑکا اور لڑکی، مرد یا عورت کو حوصلہ دکھانا چاہیے اور ان کا صبر کا معیار بہت بلند ہونا چاہیے

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12 / مارچ 2022ء کو ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ (Dallas) امریکہ سے آن لائن ملاقات فرمائی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ 106 ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ نے مسجد بیت الاکرام Dallas (امریکہ) سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد نئی تعمیر شدہ مسجد بیت الاکرام کے بارے میں ویڈیو پیش کی گئی جس میں بتایا گیا کہ اس مسجد میں 450 نمازیوں کے نماز ادا کرنے کی جگہ ہے جس کے ساتھ 250 لوگوں کی مزید جگہ بھی ہے، ویڈیو میں حضور انور سے درخواست کی گئی کہ حضور Dallas میں رونق افروز ہوں اور اس کا افتتاح فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب کہ آپ ادھر بیٹھے ہوئے ہیں تو اس مسجد کا آپ کی ملاقات کے ساتھ باقاعدہ افتتاح ہو گیا ہے۔ بعد ازاں ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک طفل نے سوال کیا کہ جبکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا علم رکھتا ہے اور ہمارے مستقبل سے بھی آگاہ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ہمیں امتحانوں میں کیوں ڈالتا ہے جبکہ اسے نتیجہ کا پہلے ہی علم ہوتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عقل دی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی واحد مخلوق ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل عطا فرمائی ہے۔ پس جبکہ اللہ مستقبل کو جانتا ہے لیکن پھر بھی وہ تمہیں آزادی دیتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ بطور انسان مَیں نے تمہیں عقل بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے۔ تم مزید علم حاصل کر سکتے ہو اور اپنے آپ کو بہتر کر سکتے ہو۔ اور تم اچھے اور برے میں فرق کر سکتے ہو۔ پس اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ یہ اچھا ہے اور یہ برا اور اب اگر تم اچھے کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں انعام دے گا۔ اور اگر تم برے کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سزا بھی دے سکتا ہے۔ دیکھو یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو سزا دے۔ وہ بخشتا بھی ہے اور بہت رحم کرنے والا بھی ہے۔ اس کی رحمت تمام چیزوں پر حاوی ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح تم سکول میں پڑھتے ہو اور کچھ اچھے طلبہ ہوتے ہیں اور کچھ نہیں لیکن ایک استاد کو علم ہوتا ہے کہ فلاں طالب علم کو دوسرے طالب علم کی طرح اچھے نمبر نہیں ملیں گے۔ اسے پتا ہوتا ہے کہ کون ذہین طلبہ ہیں اور کون کمزور ہیں۔ اس کے باوجود تم سب امتحان میں بیٹھتے ہو اور تمہیں نمبر دیے جاتے ہیں۔ استاد اچھے طلباء کو کمزور طلباء سے مختلف یا آسان سوالات نہیں دیتے بلکہ سب کو ایک ہی سوالات دیے جاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمیں پرچہ دیتا ہے۔ اور ہمیں اس پرچہ کے سوالات بھی دیے ہوئے ہیں کہ یہ چیزیں اچھی ہیں اور یہ چیزیں بری ہیں۔ اور اگر تم اچھے کام کرو گے تو تمہیں اجر ملے گا۔ اور یہ بات ضروری نہیں ہے کہ اگر کوئی برے کام کر رہا ہے تو اس کو ضرور سزا ملے گی۔ اس کے بارے میں کئی روایات بھی موجود ہیں کہ کبھی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے جو کہ ساری زندگی گناہ کرتے ہیں لیکن اپنی موت کے قریب وہ کچھ نیکیاں بجا لاتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور وہ ان کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ تو یہ دنیا دارالبلا ہے تم اس کو امتحان کے کمرے سے تشبیہ دے سکتے ہو۔ اور اگر تم محنت کرو گے تو آپ اچھے نمبر حاصل کر سکتے ہو۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ آپ کو grace marks دے کر بخش دیتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر کوئی برے کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو کبھی نہیں بخشے گا۔ کبھی اللہ تعالیٰ برے کام کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے۔ ٹھیک ہے۔

ایک اور طفل نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ میں نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں ۔ یہ دو متضاد باتیں لگتی ہیں۔ پیارے حضور سے اس حوالہ سے راہنمائی کی درخواست ہے۔

حضورانور نے فرمایا اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ یہ ایک انسان کی ذمہ داری ہے۔ یہاں جنوں سے مراد بڑے لوگ ہیں۔ ایسے لوگ جن کو عام انسان نہیں دیکھ سکتا۔ ایسے لوگ جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر اور اوپر خیال کرتے ہیں ان سے یہاں جن مراد لی گئی ہے۔ اور انسان سے مراد عام انسان لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے ان کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے کہ ان کو انعام ملے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا یعنی یہ عبادت اللہ تعالیٰ کو فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ کا رتبہ بڑھے گا بلکہ ہمیں عبادت کرنے سے فائدہ حاصل ہوگا۔ تو اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تمہاری ذمہ داری ہے اور دوسری طرف فرمایا کہ یہ تمہاری ذمہ داری ہے کیونکہ میں تمہیں انعام دینا چاہتا ہوں۔ تم پر کثرت سے فضل نازل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ مت سوچنا کہ مجھے تمہاری عبادت کی ضرورت ہے۔ میں نے یہ تمہیں اس لیے کہا ہے کہ تم اس بات کو سمجھ سکو کہ اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ تمہاری عبادت سے میرا رتبہ نہیں بڑھے گا۔ میں خدا ہوں جو سب طاقتوں کا مالک ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین اور تمام کائنات کو پیدا کیا ہے۔ مجھے تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن تمہیں میری مدد کی ضرورت ہے۔ اور اگر تم میری مدد چاہتے ہو اور اپنے اعمال کا اچھا اجر چاہتے ہو تو پھر میری عبادت کرو۔ ایک طرف ہمیں ہماری ذمہ داری بتائی، دوسری طرف ہمیں بتایا کہ یہ مت سوچنا کہ تمہاری عبادت میرے رتبہ کو بڑھانے کے لیے ہے۔ نہیں۔ بلکہ میں نے تمہیں عبادت کا اس لیے کہا ہے کہ میں تمہیں انعام دوں اور اس کے ذریعہ تمہارا رتبہ بلند ہو۔ اب تمہیں سمجھ آ گئی ہے، ان باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ دونوں حکم ہمارے لیے ہیں کہ ہم ان پر عمل کریں اور اس بات کو جانیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ضرورت ہے۔

ایک اور طفل نے سوال کیا کہ بچوں کو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

حضور انور نے استفسار فرمایا کہ آپ کتنے سال کے ہو؟ (طفل نے بتایا کہ وہ نو سال کا ہے)۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب آپ کو روزانہ پانچ نمازیں ادا کرنی چاہئیں اور اللہ سے دعا کریں۔ روزانہ پانچ نمازیں ہیں، آپ یہ جانتے ہیں؟ آپ کو پانچ وقت نماز ادا کرنی چاہیے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔ یہ پانچ نمازیں ہیں۔ روزانہ پانچ نمازیں ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی نمازوں میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین مسلمان بنائے تا کہ آپ اللہ کے زیادہ نزدیک ہو جائیں۔ دوسرا آپ روزانہ قرآن کریم پڑھیں۔ اور اگر ممکن ہو تو اس کا ترجمہ بھی پڑھیں۔ اس کا ترجمہ سیکھنے کی

کوشش کریں تا کہ آپ کو علم ہو کہ قرآن میں کیا لکھا ہے اور پھر جب آپ کو معلوم ہو جائے کہ قرآن کریم میں کیا لکھا ہے پھر آپ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ اس پر عمل کریں جو اللہ تعالیٰ آپ سے چاہتا ہے۔ جب آپ یہ تمام کام کریں گے۔ جب آپ یہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کیا چاہتا ہے آپ ایسے شخص ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عمدہ عبادت کرنے والا ہے، روزانہ پانچ دفعہ۔ آپ ایسے شخص ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا ہے اور احکام الٰہی کو قرآن سے تلاش کرنے والا ہے۔ پھر آپ ایسے ہوں کہ والدین سے حسن سلوک کرنے والے ہوں۔ آپ ایسے ہوں کہ اپنے بہن بھائیوں سے عمدہ سلوک کرنے والے ہوں۔ آپ ایسے ہوں کہ سکول میں اساتذہ کی عزت کرنے والے ہوں۔ آپ ایسے ہوں جو اپنے ساتھی طلبہ سے اچھا برتاؤ رکھنے والے ہوں۔ آپ سکول میں اچھے طالب علم ہوں شرارتی طالب علم نہ ہوں۔ پھر آپ ایسے شخص بن جائیں گے جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ پھر آپ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیں گے۔

پھر ایک طفل نے سوال کیا کہ یہاں امریکہ میں لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ جب کوئی مجھ سے سوال کرتا ہے کہ تم کیوں سمجھتے ہو کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بیٹے نہیں ہیں تو میں ان کو کیا بتاؤں؟

حضور انور نے فرمایا: دیکھیں آپ انہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ اللہ تمام طاقتوں کا مالک ہے اور قادر مطلق ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں اور وہ ہر کام کر سکتا ہے۔ آپ ان سے سوال کر سکتے ہیں کہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کو کسی کی مدد کی ضرورت ہے؟ اگر اسے کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے تو پھر اس کا بیٹا کیوں ہو؟ اور اگر اللہ نے مرنا ہو تو اس کو فکر ہو کہ اس کا کوئی قائمقام ہو جو اس کے کام کو جاری رکھ سکے۔ جب ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ ہمیشہ رہے گا اور وہ کبھی نہیں مرے گا۔ ہر شے فانی ہے لیکن اللہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس دنیا کی تخلیق اور آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے بھی موجود تھی چنانچہ جب اللہ تعالیٰ زندہ رہنے والا ہے تو اس کا بیٹا کیوں ہو؟ آپ ان کو بتا سکتے ہیں کہ ہمیں یہ منطق سمجھ نہیں آتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کہا ہے اس کی کوئی بیوی نہیں تو اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر وہ یہ کہیں کہ یہ بائبل میں لکھا ہے کہ عیسیٰ بیٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بائبل میں تمام نیک لوگوں کو اپنی اولاد کہا ہے۔ بائبل میں بے شمار حوالے ہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ بہت سارے لوگوں کو بچوں کا لقب دیا ہے۔ چنانچہ یہ صرف عیسیٰ نہیں ہیں جن کو یہ لقب دیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ حقیقی بچے ہیں۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی پیروکار ہیں۔ اگر وہ یہ ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی نہیں مرنا تو پھر اس کا بچہ کیوں ہو۔ اور پھر لاکھوں اور کروڑوں سال تک تو اس کا کوئی بچہ نہیں تھا۔ یعنی دو ہزار سال قبل تک۔ پھر اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اس کا بچہ ہو۔ بیٹا ہو۔ پھر اس نے عیسیٰ کو بنایا۔ نہیں یہ غلط ہے۔ چنانچہ اس میں کوئی منطق نہیں ہے۔ اس لیے ہم ایسا ایمان نہیں رکھتے۔ پھر حضور انور نے استفسار فرمایا کہ آپ کی کتنی عمر ہے؟ (طفل نے عرض کی بارہ سال)۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ ہاں آپ خود بھی قرآن کریم سے آیات تلاش کر سکتے ہیں جو آپ کو بتاتی ہیں کہ ہم کیوں (اللہ کا بیٹا ہونے پر) ایمان نہیں رکھتے، سورت اخلاص میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں یہ ہم ایمان رکھتے ہیں اور ہم منطق سے بات کرتے ہیں۔ وہ جو کہتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہے وہ آپ کو اس کا کوئی ثبوت مہیا نہیں کر سکتے۔ اور وہ منطق کے ساتھ بات نہیں کر سکتے۔ یہ آپ کے لیے کافی ہے۔

ایک طفل نے سوال کیا کہ پیارے حضور انسانوں کو جو اشرف المخلوقات ہیں، ایسے جانوروں وغیرہ سے پہلے کیوں نہیں پیدا کیا گیا جو بعد میں ناپید ہو گئے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ان ناپید جانوروں کے اجسام انسانوں کے لیے مفید ہوں گے۔ اس کی ایک مثال معدنی پیٹرولیم (کا ذخیرہ) ہے۔ ...... یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے چند جانور پیدا کیے یا اس زمین پر کچھ زندگی کے آثار پیدا کیے اور اب وہ زندگی ناپید ہے لیکن اب انسان ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تو اب ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے گاڑیوں اور انجنوں کی ایجاد سے پہلے اس طرح پلان کیا کہ ہم اس مٹی سے آئل حاصل کر سکیں۔ ......تو آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ آپ بعد میں معرض وجود میں آئے اور آپ ان ناپید جانوروں کے residue سے تیل کی صورت میں فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

ایک اور طفل نے سوال کیا کہ وہ اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ محبت پیار کا ماحول کیسے قائم رکھ سکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو حوصلہ دکھانا چاہیے۔ اپنے بہن بھائی کی عزت کریں، جو آپ سے بڑے ہیں اور جو چھوٹے ہیں ان سے شفقت سے پیش آئیں۔ اور جب بھی وہ کوئی غلط بات کریں تو آپ کو صبر اور حوصلہ دکھانا چاہیے۔ آپ کا صبر کا معیار بہت بلند ہونا چاہیے۔ جب آپ ان میں کوئی غلط بات دیکھیں یا وہ آپ کو تنگ کریں اور آپ پریشان ہوں تو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھا کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو دعا کرنی چاہیے کہ آپ کو آپ کے بہن بھائیوں کی طرف سے بھلائی ہی پہنچے، اور نہ تو آپ ان کو ناخوش کرنے والی کوئی بات کریں اور نہ ہی ان سے کوئی ایسی بات سرزد ہو۔ آپ اور آپ کے بہن بھائی آپس میں محبت اور اخوت سے رہیں۔ ایک احمدی مسلمان لڑکا اور لڑکی، مرد یا عورت کو حوصلہ دکھانا چاہیے اور ان کا صبر کا معیار بہت بلند ہونا چاہیے۔ اگر آپ اس کی عادت ڈال لیں گے تو آپ کو پریشانی نہیں ہوگی یا آپ اپنے بہن یا بھائیوں سے بدلہ لینے کا نہیں سوچیں گے۔

ایک طفل نے سوال کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جملہ مذاہب کا آغاز فرمایا ہے تو کیا یہ کہنا درست ہے کہ جملہ مذاہب اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا ہاں، اگر وہ اپنی اصل تعلیمات سے دور نہ ہوئے ہوں۔ ہر نبی نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے پیغام کو ہی آگے پہنچایا۔ ان سب کا ایک ہی دعویٰ تھا کہ ایک خدا کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ انہوں نے واضح اعلان کیا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ کہ ہم اپنی قوم کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ متعدد انبیاء نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانے میں ایک نبی آئے گا مگر وہ صرف اپنی قوم یا اپنے قبیلے کے لیے نہیں ہوگا بلکہ جملہ انسانیت کے لیے مبعوث ہوگا۔ یہ پیشگوئی حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰؑ اور دیگر کئی انبیاء نے کی تھی۔ تو جب حضرت موسیٰ ایک ہی پیغام لائے، حضرت عیسیٰ ایک ہی پیغام لائے، کرشنا ایک ہی پیغام لائے، کنفیوشس ایک ہی پیغام لائے اسی طرح ان سب نے ایک نبی کے آنے کی پیشگوئی کی تھی جو ایک عالمگیر نبی ہوگا۔ ان سب انبیاء کے کسی الٰہی نوشتہ نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ ساری انسانیت کے لیے نبی ہیں۔ حتیٰ کہ بائبل میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے کہ میں اپنی قوم کے لیے نبی ہوں صرف اپنے قبائل کا نبی ہوں۔

حضور انور نے اس کے مقابل پر اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کے بارے میں فرمایا کہ ایک بات تو یہ ہے کہ یہ دیگر مذاہب اپنی اصل تعلیمات سے دور ہٹ گئے ہیں۔ دوسرا انہوں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جملہ انسانیت کے لیے بھجوایا گیا ہے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قرآن کریم کا یہ دعویٰ موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ انسانیت کے لیے بھیجا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعویٰ خود فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری انسانیت کے لیے بھجوائے گئے ہیں بطور بشیر اور نذیر کے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جملہ مذاہب سچے تھے مگر ان کے ماننے والوں نے اپنی تعلیمات میں تغیر و تبدل کر دیا ہے۔

حضور انور نے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ اگرچہ مسلمانوں میں بھی چند بدعات راہ پا گئی ہیں تاہم خدا تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت فرمائی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھجوا کر ان غلط خیالات کی تصحیح فرمائی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض غلط روایات اور بدعات بھی اسلامی تعلیمات میں داخل ہو چکی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں ایک ایسا وجود آئے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق صادق اور کامل پیرو ہوگا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور مہدی اور مسیح موعود بھجوایا جائے گا۔ اور اگر اسلامی تعلیمات میں کچھ تغیر و تبدل ہو چکا ہوگا تو وہ اس کی اصلاح کرے گا اور دین کی تجدید کرے گا۔ اس لیے اب صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو اپنی حقیقی صورت میں برقرار ہے۔ سابقہ انبیاء کی کتب میں سے کوئی ایسی نہیں جو اپنی اصلی حالت میں موجود ہو، صرف قرآن کریم اصل صورت میں موجود ہے۔ ہمارے مخالف بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اگرچہ اس میں تبدیلی کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ بھی موجود ہے کہ قرآن کریم کبھی محرف و مبدل نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم قرآن کریم کو آج بھی اسی حالت میں پاتے ہیں جس طرح وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے از راہ شفقت محترم صدر صاحب سے استفسار فرمایا کہ بچوں کی کلاس صبح سوا دس بجے شروع ہوئی تھی تو انہوں نے کیا ناشتہ کیا ہے؟ اس پر انہوں نے عرض کی کہ جی حضور ان کو آج ناشتہ میں پین کیکس پیش کیے گئے تھے۔ حضور انور نے فرمایا پین کیکس صرف، وہ جو چھوٹا سا ہوتا ہے۔ یہ ان کے لیے کافی تھا۔ اچھا، نہ دلیہ، نہ سیریل نہ کچھ اَور۔ صرف پین کیک؟ اس پر محترم صدر صاحب نے بتایا کہ حضور سیریل بھی دیے گئے تھے۔ حضور انور نے فرمایا اچھا اچھا، بہر حال وہ خوش لگ رہے ہیں۔ اللہ حافظ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆......☆......☆

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حقیقی مومن کی یہی نشانی ہے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر اور نصائح پر عمل کرے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مئی 2023ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یا رو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟ ✿ خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟ ✿ حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے؟ ✿ آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟

کیونکر کرو گے ردّ جو محقق ہے ایک بات؟ ✿ کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین ننگل باغبانہ، قادیان

بقیہ سوال و جواب از صفحہ نمبر 2

بقیہ سوال و جواب از صفحہ نمبر 2

یہ کہنا شروع کر دیں کہ ان میں یہ برائیاں قدرت نے پیدائشی طور پر رکھ دی ہیں تو کیا ان کا یہ کہنا درست اور بجا ہو گا؟ ہر گز ان کا یہ جواب درست اور قابل قبول نہیں ہو گا۔ پس یہی حال ہم جنس پرستی میں مبتلا لوگوں کا بھی ہے۔

باقی جہاں تک Transgender کی کسی ایسی صورت کا تعلق ہے جس میں کوئی بچہ پیدائشی طور پر کسی جنسی نقص میں مبتلا ہوتا ہے تو یہ بھی اسی قسم کی ایک بیماری ہے جس طرح کوئی بچہ پیدائشی اندھا یا پیدائشی بہرہ پیدا ہوتا ہے یا پیدائشی طور پر کسی بیماری کا شکار ہوتا ہے۔ اس صورت میں جس طرح ہم دوسری بیماریوں کا علاج کرواتے ہیں، اگر اس بیماری میں مبتلا شخص ایسی حالت میں ہے کہ اس کا علاج ہو سکے تو اس کا بھی علاج ہونا چاہیے۔ ورنہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں۔

جہاں تک ہم جنس پرستی کا سوال ہے تو ان برائیوں یا بیماریوں میں مبتلا لوگوں کو ہم اس طرح بُرا نہیں سمجھتے کہ انہیں اپنے سے دور کرنے کیلئے دھتکار دیں۔ ہاں یہ فعل جسے اللہ تعالیٰ نے بُرا کہا ہے وہ ہمارے نزدیک بھی بہر حال بُرا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس بُرائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو سزا بھی دی تھی۔ لہٰذا یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے کئی ہزار سال پہلے ایک قوم کو اس بُرائی کی وجہ سے سزا دی ہو لیکن آجکل لوگ وہی برائی کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں سزا نہ دے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے مختلف طریقے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس معاملہ میں سزا بھی دی تھی۔ اب بھی اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کرے گا کہ ایسے لوگوں کا کیا کرنا ہے۔ لیکن ہماری ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو ان بُرے کاموں میں پڑنے سے بچائیں کیونکہ ہم مذہبی لحاظ سے اس چیز کو بُرا سمجھتے ہیں۔

سوال: الجزائر سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ کسی غیر مسلم، کافر اور مشرک کے لیے رحم طلب کرنا یا اس کے لیے استغفار کرنا ایک ہی چیز ہے یا ان دونوں باتوں میں فرق ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۸ ستمبر ۲۰۲۲ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: کسی کے لیے رحم کے جذبات رکھنا بالکل اَور چیز ہے اور کسی کے لیے استغفار کرنا اَور بات ہے۔ رحم کا حکم تو عام ہے، جس کا مطلب ہے کہ کسی سے ہمدردی اور رحم کا سلوک کرنا اور کسی بھی قسم کی زیادتی اس پر نہ کرنا، اور اس کی بھلائی کے لیے ہر دم کوشاں رہنا۔ رحم کے اسی جذبہ کے تحت انبیاء اور مرسلین لوگوں کی ہدایت کے لیے اپنی جان تک ہلاک کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں، جس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات والا صفات کے متعلق قرآن کریم میں ان الفاظ میں فرمایا: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (سورۃ الشعراء: ۴) یعنی کیا تو اپنی جان کو اس لیے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام انبیاء کے اس جذبہ ہمدردی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہر ایک نبی کی یہ مراد تھی کہ تمام کفار ان کے زمانہ کے جو ان کی مخالفت پر کھڑے تھے مسلمان ہو جائیں۔ مگر یہ مراد ان کی پوری نہ ہوئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء: ۴) یعنی کیا تو اس غم سے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کفار کے ایمان لانے کے لئے اس قدر جانکاہی اور سوزوگداز سے دعا کرتے تھے کہ اندیشہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس غم سے خود ہلاک نہ ہو جاویں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے اس قدر غم نہ کر اور اس قدر اپنے دل کو دردوں کا نشانہ مت بنا کیونکہ یہ لوگ ایمان لانے سے لاپرواہیں اور ان کے اغراض اور مقاصد اور ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اے نبی (علیہ السلام)! جس قدر تو عقد ہمت اور کامل توجہ اور سوزوگداز اور اپنی روح کو مشقت میں ڈالنے سے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے دعا کرتا ہے، تیری دعاؤں کے پُر تاثیر ہونے میں کچھ کمی نہیں ہے لیکن شرط قبولیت دعا یہ ہے کہ جس کے حق میں دعا کی جاتی ہے سخت متعصب اور لاپروا اور گندی فطرت کا انسان نہ ہو ورنہ دعا قبول نہیں ہو گی۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ جذبۂ رحم جہاں بنی نوع انسان کی روحانی ہدایت کے لیے موجزن تھا وہاں دنیاوی معاملات میں بھی آپ نے ہر کس و ناکس کے ساتھ رحم اور ہمدردی کا بہترین برتاؤ فرمایا۔ نیز اپنے متبعین کو بھی دوسروں کے ساتھ رحم اور ہمدردی کا سلوک کرنے کی ہی تعلیم دی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ (بخاری کتاب التوحید باب قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى) یعنی جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔ اور اس رحم میں انسان اور جانور، مسلمان اور کافر، دوست اور دشمن، غلام اور آزاد سب شامل ہیں۔ یہ اسلام کی رحم ہی کی تعلیم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جنگ میں جب دشمن مارے جائیں تو ان دشمنوں کی نعشوں کا مثلہ نہ کرو۔ (بخاری کتاب المغازی باب قِصَّةِ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ)

جہاں تک استغفار کرنے کا تعلق ہے تو لفظ استغفار کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ وہ ہر کمزوری اور برائی اور گناہ کی حالت کو اپنے فضل سے ڈھانپ لے۔ استغفار انسان اپنے لیے بھی کرتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نبیوں اور مرسلین کو بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے اور ان لوگوں کو بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے جن سے گناہ اور غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح استغفار کا دائرہ اس دنیا پر بھی محیط ہے اور اخروی زندگی میں بھی اس کے ثمرات ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام استغفار کے مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنے پر آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا یہ استغفار تو مقربوں کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے علیحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لئے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے۔ اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جائے تا پاک نشوونما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا۔ کیونکہ غَفَر جس سے استغفار نکلا ہے ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اس شخص کے گناہ جو اس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبائے رکھے اور بشریت کی جڑیں ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیّت کی چادر میں لے کر اپنی قدّوسیّت میں سے حصہ دے یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اس کو ڈھانک دے۔ اور اس کی برہنگی کے بداثر سے بچائے۔ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۷،۳۴۶)

استغفار کے اسی مضمون کو ایک اور انداز میں بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں: خدا کے نبیوں اور رسولوں میں جو ایک قوت جذب اور کشش پائی جاتی ہے اور ہزارہا لوگ ان کی طرف کھینچے جاتے اور ان سے محبت کرتے ہیں یہاں تک کہ اپنی جان بھی اُن پر فدا کرنا چاہتے ہیں اس کا سبب یہی ہے کہ بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی اُن کے دل میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ماں سے بھی زیادہ انسانوں سے پیار کرتے ہیں اور اپنے تئیں دکھ اور درد میں ڈال کر بھی اُن کے آرام کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ آخر ان کی سچی کشش سعید دلوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیتی ہے پھر جبکہ انسان باوجودیکہ وہ عالم الغیب نہیں دوسرے شخص کی مخفی محبت پر اطلاع پا لیتا ہے تو پھر کیونکر خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے کسی کی خالص محبت سے بے خبر رہ سکتا ہے۔ محبت عجیب چیز ہے اس کی آگ گناہوں کی آگ کو جلاتی اور معصیت کے شعلہ کو بھسم کر دیتی ہے۔ سچی اور ذاتی اور کامل محبت کے ساتھ عذاب جمع ہو ہی نہیں سکتا۔ اور سچی محبت کے علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی فطرت میں یہ بات منقوش ہوتی ہے کہ اپنے محبوب کے قطع تعلق کا اُس کو نہایت خوف ہوتا ہے اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ قصور کے ساتھ اپنے تئیں ہلاک شدہ سمجھتا ہے اور اپنے محبوب کی مخالفت کو اپنے لئے ایک زہر خیال کرتا ہے اور نیز اپنے محبوب کے وصال کے پانے کے لئے نہایت بے تاب رہتا ہے اور بُعد اور دُوری کے صدمہ سے ایسا گداز ہوتا ہے کہ بس مر ہی جاتا ہے اس لئے وہ صرف ان باتوں کو گناہ نہیں سمجھتا کہ جو عوام سمجھتے ہیں کہ قتل نہ کر، خون نہ کر، زنا نہ کر، چوری نہ کر، جھوٹی گواہی نہ دے بلکہ وہ ایک ادنیٰ غفلت کو اور ادنیٰ التفات کو جو خدا کو چھوڑ کر غیر کی طرف کی جائے ایک کبیرہ گناہ خیال کرتا ہے۔ اس لئے اپنے محبوب ازلی کی جناب میں دوام استغفار اُس کا ورد ہوتا ہے۔ اور چونکہ اِس بات پر اُس کی فطرت راضی نہیں ہوتی کہ وہ کسی وقت بھی خدا تعالیٰ سے الگ رہے اس لئے بشریت کے تقاضا سے ایک ذرّہ غفلت بھی اگر صادر ہو تو اس کو ایک پہاڑ کی طرح گناہ سمجھتا ہے۔ یہی بھید ہے کہ خدا تعالیٰ سے پاک اور کامل تعلق رکھنے والے ہمیشہ استغفار میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے کہ ایک محب صادق کو ہمیشہ یہ فکر لگی رہتی ہے کہ اُس کا محبوب اس پر ناراض نہ ہو جائے اور چونکہ اس کے دل میں ایک پیاس لگا دی جاتی ہے کہ خدا کامل طور پر اس سے راضی ہو اس لئے اگر خدا تعالیٰ یہ بھی کہے کہ میں تجھ سے راضی ہوں تب بھی وہ اس قدر پر صبر نہیں کر سکتا کیونکہ جیسا کہ شراب کے دَور کے وقت ایک شراب پینے والا ہر دم ایک مرتبہ پی کر پھر دوسری مرتبہ مانگتا ہے۔ اِسی طرح جب انسان کے اندر محبت کا چشمہ جوش مارتا ہے تو وہ محبت طبعاً یہ تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ پس محبت کی کثرت کی وجہ سے استغفار کی بھی کثرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا سے کامل طور پر پیار کرنے والے ہر دم اور ہر لحظہ استغفار کو اپنا ورد رکھتے ہیں اور سب سے بڑھ کر معصوم کی یہی نشانی ہے کہ وہ سب سے زیادہ استغفار میں مشغول رہے اور استغفار کے حقیقی معنے یہ ہیں کہ ہر ایک لغزش اور قصور جو بوجہ ضعفِ بشریت انسان سے صادر ہو سکتی ہے اس امکانی کمزوری کو دُور کرنے کے لئے خدا سے مدد مانگی جائے تا خدا کے فضل سے وہ کمزوری ظہور میں نہ آوے اور مستور و مخفی رہے۔ پھر بعد اس کے استغفار کے معنے عام لوگوں کے لئے وسیع کیے گئے اور یہ امر بھی استغفار میں داخل ہوا کہ جو کچھ لغزش اور قصور صادر ہو چکا خدا تعالیٰ اس کے بدنتائج اور زہریلی تاثیروں سے دنیا اور آخرت میں محفوظ رکھے۔ پس نجات حقیقی کا سرچشمہ محبت ذاتی خدائے عزّوجلّ کی ہے جو عجز و نیاز اور دائمی استغفار کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ (چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۸ تا ۳۸۰)

باقی جہاں تک کسی کے لیے استغفار کرنے کا تعلق ہے تو اس بارے میں بھی قرآن وسنت نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے کہ ایسے مشرکین اور منافقین جن کے متعلق یہ واضح ہو جائے کہ وہ خدا کے دشمن اور یقیناً جہنمی ہیں ان کے لیے استغفار نہ کیا جائے (سورۃ التوبہ: ۱۱۳)۔ اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے ان کے والد کے عدو اللہ ہونے کی خبر دی تو آپ اس کے لیے استغفار کرنے سے دست بردار ہو گئے۔ (سورۃ التوبہ: ۱۱۴)

مدینہ کے منافقین کی شرارتوں اور ان کی طرف سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مسلمانوں کو دی جانے والی تکالیف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے لیے سخت انذار فرمایا اور انہیں نافرمان قرار دیتے ہوئے جہنمی قرار دیا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چونکہ ان کے لیے استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا تھا (سورۃ التوبہ: ۷۴ تا ۸۰)۔ اس لیے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اس اختیار کی بنا پر اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے لیے استغفار کیا۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان منافقین کی بھی نماز جنازہ پڑھنے اور ان کے لیے دعا کرنے سے حکماً منع فرما دیا۔ (سورۃ التوبہ: ۸۴) (بخاری کتاب التفسیر باب قَوْلِهِ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ)

در اصل اسلام کی عفو کی تعلیم اپنے اندر ایک ایسی گہری حکمت رکھتی ہے جس سے پہلے مذاہب کی تعلیمات عاری تھیں۔ لہٰذا اسلام اپنے ہر دشمن کے لیے جب تک کہ اس کے اصلاح پانے کی امید باقی ہو، ہدایت کی دعا کرنے اور اس کی تربیت کے لیے کوشش کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ جنگ احد میں جب مسلمانوں کو نقصان پہنچا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی زخمی ہو گئے تو کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں مخالفین اسلام کے خلاف بد دعا کرنے کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے لعنت ملامت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ اس نے مجھے خدا کا پیغام دینے والا اور رحمت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کے حضور یہ دعا کی کہ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے دے کیونکہ وہ (میرے مقام اور اسلام کی) حقیقت سے نا آشنا ہیں۔ (شعب الایمان للبیهقی فصل فی حدب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی أمته ورأفته بهم۔ حدیث نمبر ۱۴۲۸)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کے حضور یہ التجا کی کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ (اسلام اور میرے مقام کی) لاعلمی کی وجہ سے اسلام کی مخالفت کر رہی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب أحادیث الانبیاء باب حدیث الغار۔ المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۵۵۶۲)

پس اسلام اپنے متبعین کو تاکید کرتا ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کے لیے بلا امتیاز مذہب وملت اور رنگ و نسل رحم کے جذبات سے پُر ہوں، ان کی ہدایت اور روحانی ترقی کیلئے ہر دم کوشش کرتے رہیں اور دنیاوی معاملات میں بھی ان سے ہمدردی کو اپنے پیش نظر رکھیں۔ اور سوائے ان مشرکوں، منافقوں اور خدا کے دشمنوں کے جن کے جہنمی ہونے پر اللہ تعالیٰ نے مہر ثبت فرما دی ہو، باقی لوگوں کے لیے استغفار کرنے والے ہوں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 16 دسمبر 2023ء)

......☆......☆......☆......

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر11688: میں کملاایس زوجہ مکرم عبدالمومن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 63 سال تاریخ بیعت 2006 ساکن دارالسلام مداوور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 جنوری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 27 گرام 22 کیریٹ، بوقت شادی خاکسار ہندو تھی اس لئے حق مہر نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد رفیع   الامۃ : کملاایس   گواہ : عبدالرحمٰن طاہر

مسل نمبر11689: میں نظر الاسلام ولد مکرم قاسم الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کھیتی باڑی عمر 57 سال تاریخ بیعت 2007 ساکن احمدیہ مسلم جماعت دیوگاؤں پھالا کاٹا ضلع علی پوردوار صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 مارچ 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ پانچ بیگھہ کھیتی زمین خسرہ نمبر 80 موضع دیوگاؤں میرا گزارہ آمد از کھیتی باڑی ماہوار 2500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : ذکر حسین   العبد : نظر الاسلام   گواہ : ناصر احمد زاہد

مسل نمبر11690: میں چاندنی بیگم زوجہ مکرم محمود احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 22 اپریل 1994 پیدائشی احمدی ساکن محلہ ناصر آباد قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالیاں 3 گرام 22 کیریٹ حق مہر 35525 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ سالانہ 5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: حافظ مظفر احمد طاہر   الامۃ: چاندنی بیگم   گواہ: حبیب احمد خادم

مسل نمبر11691: میں محمود احمد ولد مکرم رشید احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 2 مئی 1990 پیدائشی احمدی ساکن محلہ ناصر آباد قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 مارچ 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 9164 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : رفیع احمد   العبد : محمود احمد   گواہ : قاضی شاہد احمد

مسل نمبر11692: میں شازیہ صدف بنت مکرم محمد موسیٰ گجراتی صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 18 اگست 2000 پیدائشی احمدی ساکن بیوت الحمد کالونی مکان نمبر 23 محلہ ناصر آباد قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی والی، ایک انگوٹھی، ایک جوڑی ٹاپس 7.220 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد موسیٰ گجراتی   الامۃ : شازیہ صدف   گواہ: عبدالمحسن

مسل نمبر11693: میں روبینہ صدف بنت مکرم محمد موسیٰ گجراتی صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 18 اگست 2000 پیدائشی احمدی ساکن بیوت الحمد کالونی مکان نمبر 23 محلہ ناصر آباد قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی والی 4.380 گرام، ایک انگوٹھی 1.980 گرام تمام زیورات 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : محمد موسیٰ گجراتی   الامۃ : روبینہ صدف   گواہ: عبدالمحسن

مسل نمبر11694: میں خولہ عنبر بنت مکرم محمد انور صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 4 نومبر 1999 پیدائشی احمدی ساکن بیوت الحمد کالونی ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : الیاس احمد ظفر   الامۃ : خولہ عنبر   گواہ : محمد انور

مسل نمبر11695: میں ثمینہ بیگم زوجہ مکرم فاروق احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 11 جولائی 1979 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد نیکلس 16.430 گرام، ایک جوڑی والیاں 6.340 گرام، ایک عدد انگوٹھی 3.650 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر 25000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : نعیم الحق قریشی   الامۃ : ثمینہ بیگم   گواہ : قریشی انعام الحق

مسل نمبر11696: میں امۃ النور ناصر بنت مکرم نور الدین احمد ناصر صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 18 اگست 2005 پیدائشی احمدی ساکن محلہ نور قادیان چھوٹا ننگل ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : ساجدہ تنویر الہ دین   الامۃ : امۃ النور ناصر   گواہ : نور الدین احمد ناصر

مسل نمبر11697: میں سیدہ بشریٰ زوجہ مکرم مطلوب خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 45 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ نور چھوٹا ننگل قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 گرام 22 کیریٹ حق مہر 20 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد کلیم   الامۃ : سیدہ بشریٰ   گواہ : ناصر احمد زاہد

......☆......☆......☆......

COAT-PANT, SHERWANI, VASE COAT
SALWAR KAMEEZ, LADIES COAT
عمدہ کوالٹی کے کپڑے مناسب ریٹ پر دستیاب ہیں
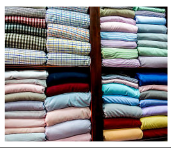
Gentelman Tailors
Civil Line Road, Near Four Story
Qadian - 143516 Dist. Gurdaspur, PUNJAB
Tayyab : 9779827028 Sadiq : 9041515164

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا   اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا
HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE
﴿ہمارا عزم صاف ستھرا کاروبار﴾ (SINCE 1964)
قادیان دارالامان میں گھر، فلیٹس اور بلڈنگ کی عمدہ اور مناسب قیمت پر تعمیر کیلئے رابطہ کریں، اسی طرح قادیان دارالامان میں مناسب قیمت پر بنے بنائے نئے اور پرانے مکان/فلیٹس اور زمین کی خرید اور renovation کیلئے رابطہ کریں۔
(PROP: TAHIR AHMAD ASIF)
contact no. : 87279-41071, 83603-14884, 75298-44681
e mail : hussainconstructionsqadian@gmail.com
HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)
ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر
MOBILE REPAIR SERVICES
KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

EDITOR MANSOOR AHMAD	REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57	MANAGER SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886 e -mail : badrqadian@rediffmail.com website : www.akhbarbadr.in www.alislam.org/badr	ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly **BADAR** Qadian Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 2 - May - 2024 Issue. 18	Mobile : +91 99153 79255 e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان کرنا تھا کہ عشق و وفا کے مخلص جانثار صحابہ اپنے زخموں کو سنبھالتے ہوئے اپنے اسلحوں کو لئے ہوئے ایک بار پھر نکل پڑے“

جنگ اُحد کے اگلے روز زخمی حالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا جنگ حمراء الاسد کے لئے نکلنے کا نہایت ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26/اپریل 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

غزوہ حمراء الاسد کا سبب اور اس کا پس منظر گذشتہ خطبہ میں بیان ہوا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمن کے احد کی جنگ کے بعد راستہ سے پلٹ کر مدینہ پر حملہ کرنے کی سازش کا علم ہوا تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو بلایا اور صورتحال سے آگاہ فرمایا۔ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کی طرف چلیں تا کہ وہ ہمارے بچوں پر حملہ آور نہ ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا کہ وہ اعلان کریں کہ رسول اللہ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ دشمن کے لئے نکلو اور ہمارے ساتھ وہی نکلے جو احد کی لڑائی میں شامل تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جھنڈا منگوایا جو کہ گذشتہ روز سے ہی بندھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جھنڈا حضرت علی کو دے دیا اور حضرت ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

سیرت نگار لکھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن کے تعاقب میں نکلنے کا فیصلہ انتہائی دانشمندانہ تھا جس سے مسلمانوں کو بیشمار فوائد حاصل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری رات جنگ سے پیدا شدہ صورتحال پر غور کرتے گزاری۔ اس فیصلے نے مجاہدین کے حوصلوں کو مزید بلندیوں تک پہنچا دیا اور منافقین کے دل پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت ارادی اور قوت یقین کی ہیبت طاری کر دی۔ تیسری طرف جب دشمن کو خبر ملی کہ اسلامی لشکر انکے تعاقب میں ہے تو انکے حوصلوں کے ٹمٹماتے چراغ بجھنے لگے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے بھی ساتھ جانے کی اجازت مانگی حالانکہ غزوہ احد میں نہ صرف یہ خود واپس ہو گیا تھا بلکہ اپنے ہمراہ تین سو ساتھی بھی لے کر پلٹ گیا تھا۔ آپؐ نے اسے ساتھ جانے سے منع فرمادیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان کرنا تھا کہ عشق و وفا کے مخلص جانثار صحابہ اپنے زخموں کو سنبھالتے ہوئے اپنے اسلحوں کو لئے ہوئے ایک بار پھر نکل پڑے۔ حضرت اسید بن حضیر کو نو زخم لگے ہوئے تھے انہوں نے ابھی دوا لگانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو اپنے زخموں پر دوائی لگانے کے لئے بھی نہیں رکے اور چل پڑے۔ بنوسلمہ سے چالیس زخمی نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایسی حالت میں بھی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دیکھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور فرمایا اے اللہ بنوسلمہ پر رحم فرما۔ طفیل بن نعمان کو تیرہ زخم لگے تھے خراش بن سمی کو دس زخم لگے تھے۔ کعب بن مالک کو دس سے زائد زخم اور قطبہ بن عامر کو نو زخم لگے تھے لیکن اس کے باوجود مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور اپنے زخموں پر مرہم لگانے کے لئے نہیں ٹھہرے۔ خدا تعالیٰ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی جذبہ بے مثل کو اپنے کلام میں مرقوم فرما دیا تا کہ رہتی دنیا تک کے لئے ان پر عقیدتوں کے پھول نچھاور ہوتے رہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے ان میں سے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا بہت بڑا اجر ہے۔

ایک خوش بخت مخلص صحابی ایسے تھے کہ جو جنگ احد میں شامل نہیں ہوئے لیکن ان کو ساتھ جانے کی اجازت مرحمت ہوئی تھی اور وہ حضرت جابر بن عبداللہ تھے۔ جابر بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے منادی نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہمارے ساتھ وہی نکلے جو گذشتہ روز لڑائی یعنی جنگ احد میں موجود تھا اور میں لڑائی میں حاضر ہونے کا خواہش مند تھا لیکن میرے والد نے مجھے میری سات بہنوں کے لئے پیچھے چھوڑ دیا۔ میرے والد نے کہا کہ اے میرے بیٹے میرے اور تیرے لئے مناسب نہیں ہے کہ ہم ان عورتوں کو بغیر کسی مرد کے چھوڑ دیں۔ مجھے ان کا ڈر ہے یہ کمزور عورتیں ہیں اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں تجھے خود پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ تُو اپنی بہنوں کے پاس پیچھے رہ جا اور مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد پر جاتا ہوں۔ میں اپنے باپ کے حکم کی تعمیل میں جہاد میں شامل نہیں ہوسکا وگرنہ میرا ابھی پورا ارادہ تھا۔ حضرت جابر کی عشق اور محبت میں ڈوبی ہوئی یہ بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخریہ طور پر بیان کیا کرتے تھے کہ میرے علاوہ آپ کے ساتھ کوئی ایسا آدمی نہیں گیا جو گذشتہ روز کے جہاد میں شریک نہ ہوا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حالت میں روانہ ہوئے کہ چہرہ مبارک مجروح تھا، پیشانی مبارک زخمی تھی۔ دندان مبارک ٹوٹا ہوا تھا۔ دونوں ہونٹ اندر کی جانب سے زخمی تھے۔ داہنا کندھا ابن قمئہ کی تلوار سے زخمی تھا اور دونوں گھٹنے بھی زخمی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں دو رکعتیں ادا کیں۔ لوگ جمع ہو چکے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زرہ اور خَود پہن رکھا تھا۔ اسی دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت طلحہ بن عبیداللہ ملے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا طلحہ تمہارے ہتھیار کہاں ہیں۔ حضرت طلحہ نے عرض کیا کہ قریب ہی ہیں یہ کہہ کر وہ جلدی سے گئے اور اپنے ہتھیار اٹھا لائے حالانکہ اس وقت طلحہ کے صرف سینے پر ہی احد کی جنگ کے نو زخم تھے۔ ان کے جسم پر کل ملا کر ستر سے اوپر زخم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلحہ سے فرمایا جہاں تک ان کا یعنی قریش کا تعلق ہے ان کو ہمارے ساتھ آئندہ کبھی اس طرح کا معاملہ کرنے کا موقع نہیں مل سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مکہ کو ہمارے ہاتھوں سے فتح کر دے گا۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا اے ابن خطاب آئندہ کبھی قریش ہمارے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کر پائیں گے یہاں تک کہ ہم حجر اسود کو بوسہ دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن سہل اور حضرت رافع بن سہل دو بھائی قبیلہ بنوعبدالاشہل سے تھے دونوں شدید زخمی تھے۔ جب ان دونوں بھائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حمراء الاسد کی طرف جانے کے حکم کے بارے میں سنا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا بخدا اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوہ میں شرکت نہ کر سکے تو یہ ایک بڑی محرومی ہوگی۔ یہ تھا ان کا ایمان۔ پھر کہنے لگے بخدا ہمارے پاس کوئی سواری نہیں ہے جس پر ہم سوار ہوں اور نہ ہی ہم جانتے ہیں کہ کس طرح یہ کام کریں۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ آؤ میرے ساتھ ہم پیدل چلتے ہیں۔ حضرت رافع نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے تو زخموں کی وجہ سے چلنے کی سکت بھی نہیں ہے۔ بھائی نے کہا کہ آؤ ہم آہستہ آہستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلتے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں گرتے پڑتے چلنے لگے۔ حضرت رافع نے کبھی کمزوری محسوس کی تو حضرت عبداللہ نے حضرت رافع کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا۔ کمزوری کی وجہ سے بعض دفعہ ایسی حالت ہوتی تھی کہ وہ حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے یہاں تک کہ عشاء کے وقت وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں روکے رکھا تھا۔ ان دونوں نے تفصیل بتا دی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو دعائے خیر دیتے ہوئے بتایا کہ اگر تم دونوں کو لمبی عمر نصیب ہوئی تو تم دیکھو گے کہ تم لوگوں کو گھوڑے اور خچر اور اونٹ بطور سواریوں کے نصیب ہوں گے۔ لیکن وہ سواریاں تم دونوں کے اس سفر سے بہتر نہیں ہوں گی یعنی تمہارے اس سفر کا ثواب تو اتنا ہے کہ اُس زمانے کی جو بہترین نعمتیں ہونگی ان سے بھی زیادہ ہے۔

دشمن کے دل میں رعب ڈالنے اور اسے خوفزدہ کرنے کا ایک طریقہ یہ تھا کہ رات کے وقت کثرت سے آگ کے الاؤ روشن کئے جاتے تا کہ اس سے لشکر کی کثرت ظاہر ہو اور دشمن خائف ہو۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں بھی رات کو پڑاؤ فرماتے تو صحابہ کو ارشاد فرماتے کہ پھیل کر الگ الگ آگ جلائیں۔ چنانچہ ہر شخص ایک ایک آگ جلاتا۔ پانچ سو جگہوں پر آگ جلائی گئی یہاں تک کہ وہ دور سے نظر آتی تھی۔ مسلمانوں کے لشکر اور اس آگ کا ذکر دور تک پھیل گیا۔ اس کی وجہ سے اللہ نے دشمن کو مرعوب کیا۔

حمراء الاسد میں کچھ روز قیام کے بعد اسلامی لشکر کی واپسی ہوگئی کیونکہ کفار کا لشکر وہاں سے روانہ ہو گیا تھا۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ معبد خزاعی کی بات سن کر جس نے ابوسفیان کو حملہ کرنے سے روکا تھا ابوسفیان نے مدینہ کی طرف پیش قدمی کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گیا تو معبد نے ایک شخص کے ذریعہ ابوسفیان کی روانگی کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوموار منگل اور بدھ کے روز وہاں قیام فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس تشریف لے گئے۔

حضرت ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے معاویہ بن مغیرہ کو گرفتار کر رکھا تھا۔ معاویہ بن مغیرہ عبدالملک بن مروان کا نانا تھا۔ معاویہ کے علاوہ ابوعزی جمحی کو بھی گرفتار کر رکھا تھا۔ معاویہ چھپ کر مدینہ میں رہ رہا تھا اور مدینہ کے حالات کی خبر مخالفین کو دیا کرتا تھا۔ جب پکڑا گیا تو حضرت عثمان کی پناہ میں چلا گیا۔ حضرت عثمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے لئے امان مانگی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امان دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا تو قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ تین روز کے بعد بھی وہیں ٹھہرا رہا اور چھپا رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں یعنی حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عمار بن یاسر کو فرمایا کہ تم فلاں جگہ اسے چھپا ہوا پاؤ گے چنانچہ ان دونوں نے اسے وہیں پایا اور اسے قتل کر دیا۔ حمراء الاسد کے مقام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکوں کے شاعر ابوعزی کو گرفتار کیا تھا۔ یہ وہ ابوعزی ہے جو غزوہ بدر کے وقت مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نے اپنی غربت اور اپنی بیٹیوں کا واسطہ دیا کہ میں عیال دار ہوں میری بیٹیوں کا کوئی سرپرست نہیں مجھ پر رحم فرمائیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بیٹیوں کی وجہ سے اس کو بغیر فدیہ لئے احسان کے طور پر چھوڑ دیا تھا اور اس سے یہ عہد لیا تھا کہ آئندہ وہ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کو آئے گا نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف لشکر اکٹھا کرے گا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کسی کو اکسائے گا مگر اس نے اپنا عہد توڑ دیا اور جنگ احد میں قریش کے ساتھ واپس آیا۔ یہ لوگوں کو جوش دلاتا تھا اور اپنے شعروں کے ذریعہ انہیں بھڑکاتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یہ شخص اس دفعہ بچ کر نہ جانے پائے چنانچہ یہ پھر گرفتار ہوا۔ گرفتاری کے بعد ابوعزی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر اس نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے چھوڑ دیجئے مجھ پر احسان فرمایئے اور میری بیٹیوں کی خاطر مجھے رہا کر دیجئے میں آپ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی اس قسم کی حرکت نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔ چنانچہ آپؐ کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا: باقی انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

فرمایا دعائیں جاری رکھیں دنیا کے حالات کے لئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔

پھر فرمایا اس وقت میں جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو مکرم فراز احمد طاہر جو آسٹریلیا میں گذشتہ دنوں شہید ہوئے ان کا ہے۔ آسٹریلیا کے شہر سڈنی کے مشہور علاقہ بنڈائی کے ایک شاپنگ سنٹر میں ایک آسٹریلین شخص نے انہیں چاقو سے وار کر کے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم شاپنگ سینٹر میں بطور سکیورٹی گارڈ کام کر رہے تھے۔ مرحوم کی عمر تیس برس کی تھی اور غیر شادی شدہ تھے۔

حضور انور نے مرحوم کے اوصافِ حمیدہ بیان فرمائے اور نماز جمعہ کے بعد شہید مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆......☆......☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad